چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان میں | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ | دوا میں شفا میں غرض دار الامان

جلد ۹ | مورخہ ۳۰ شوال ۱۳۲۷ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ... ۱۹۰۹ء مطابق ۲۰ کاتک سمہ ... | نمبر ۱

کہ سارے جہاں سے اچھا دار الامان ہمارا | اڈیٹر و مینجر محمد صادق عفی عنہ | دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

مژدہ

درثمین حصہ دوم

تمام وہ اردو فارسی نظمیں جو حضرت اقدس نے یوم الوصال تک اپنی کتب مطبوعہ میں درج فرمائیں اور در ثمین حصہ اول میں شائع نہیں ہوئیں در ثمین حصہ دوم میں چھپ گئی ہیں۔ چار آنے قیمت مقرر کی گئی ہے احباب جلد منگوائیں کیونکہ بہت تھوڑی تعداد میں چھاپی گئی ہے ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا پانچ نسخوں کے اکٹھے خریدار کو محصولڈاک معاف ہوگا لیکن فیس موازی ار بذمہ خریدار ہوگی۔

براہین احمدیہ صرف دو روپے میں

مکمل براہین احمدیہ ہر چہار جلد جس کے ساتھ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح بھی لگائے گئے ہیں تھوڑے سے نسخے ہمارے پاس ہیں جبکہ عارضی نسخہ کے حساب سے کئے جاتے ہیں محصولڈاک بذمہ خریدار۔ مجلد کی قیمت عا ہے مگر مجلد کے نسخے بہت ہی کم ہیں درخواست کے ساتھ قیمت پیشگی آوے یا کم از کم ۸ کے ٹکٹ تو بہت ہی بہتر ورنہ وی پی نہ ہوگا جو صاحب محصولڈاک بچانا چاہیں سو مبلغ عا بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں ان کے واسطے ایک نسخہ بسلامت الگ رکھدیا جاویگا اور کسی کے ہاتھ دستی ارسال کیا جاویگا۔ درخواستیں جلد آویں۔

مینجر اخبار بدر۔ قادیان

خطبہ جمعہ

۲۹۔ اکتوبر کو جمعہ کے خطبہ میں حضرت المومنین نے - - -

- - - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - - -

- - - فرمایا کہ ان چار آیتوں میں جو پہلی آیت ہے اس میں ایک غلطی کی اصلاح ہے جو نہ صرف چھوٹوں میں پائی جاتی ہے بلکہ بڑوں میں بھی۔ اور وہ یہ ہے کہ مستحق کرامت گنا ہگارا نند کا مصرعہ زبان پر رہتا ہے جس نے بہت لوگوں کو بیباکی کا سبق دیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولٰئک یرجون رحمۃ اللہ رحمت الٰہی کے مستحق تو وہ لوگ ہیں جن میں یہ اوصاف ہوں اول ایمان باللہ یعنی یہ یقین ہو کہ تمام خوبیوں سے موصوف اور تمام نقصوں سے منزہ ذات اللہ کی ہے پھر ملائکہ پر ایمان ہو یعنے ان کی تحریک پر عمل کیا جاوے۔ پھر کتب اللہ پر ایمان ہو تینوں پیا ایمان ہو یوم آخرۃ پر ایمان ہو صرف عذاب القبر حق ہی نہ کہے بلکہ رحمت القبر حق ہی تقدیر (یعنے ہر چیز کے اندازے اللہ تعالےٰ نے بنا رکھے ہیں) پر ایمان ہو پھر اس ایمان کے مطابق عملدرآمد بھی ہو عیسائیوں نے دہوکہ دیا ہوا ہے اور وہ یہ سوال کرتے ہیں کہ نجات فضل سے ہے یا عمل سے یا ایمان سے ہمارا جواب یہ ہے کہ نجات فضل سے ہے کیونکہ قرآن شریف میں ہے۔ احلنا دار المقامۃ من فضلہ۔ مگر اس فضل کا جاذب ایمان ہے اور جیسا کسی کا ایمان مضبوط ہے اسکے مطابق اس کے عمل ہوتے ہیں اسی واسطے یہاں آمنوا کا ذکر فرما دیا کیونکہ اعمال ایمان کے ساتھ لازم ملزوم ہیں۔ چنانچہ اس ایمان کا ایک نشان ظاہر کیا ہے کہ تمام معبدات کی بنا رنموذ حق ہے مگر جب انسان ایمان میں کامل ہو جاتا ہے تو وہ پھر خدا کے لئے اس زمین کو بھی چھوڑ دیتا ہے یعنی ہجرت کیونکہ کسی چیز کو اللہ کے لئے چھوڑ دینا بہت بڑا عمل صالح ہے پھر فرمایا۔ ایمان کا مقتضی اس سے بھی بڑھ کر ہے وہ کیا۔ جاھدوا فی سبیل اللہ۔ یعنی اس کا دن اس کی رات اس کا علم اس کا فہم اس کی محبت اس کی عداوت اس کا سونا اور اس کا جاگنا غرض کردار۔ گفتار۔ رفتار سب کے سارے اس کوشش میں ہوں کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ قدوس ہے اس کا مقرب نہیں بن سکتا مگر وہی جو پاک ہو انسان بے شک کمزور ہے اللہ تعالیٰ وہ غلطیوں کو بخشنے والا ہے۔ مگر اپنی طرف سے کوشش ضروری ہے مومن میں استقلال و ہمت ضروری ہے یہ غلط خیال ہے کہ نبیوں نے اس وقت مقابلہ کیا جب ان کا جتھا ہو گیا حضرت نوح کے جتھے کا کیا حال تھا۔ ما آمن معہ الا قلیل۔ جب آپ کو مقابلہ کی ضرورت پڑی تو ایک جملہ سے وہ کام لیا جو کل دنیا کی فوج نہیں کر سکتی یعنی لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا۔ حضرت موسیٰ کیسی حالت میں تھے فرعون نے کہا وھو مھین ولا یکاد یبین۔ ان کی تمام قوم غلام تھی مگر ایک آواز سے سب کام کروالیا۔ واشدد علیٰ قلوبھم فلا یؤمنوا حتیٰ یروا العذاب الالیم۔ نبیوں کو خدا کے پاک لوگوں کو جتھوں کی کیا پروا ہے۔ انبیاء کے نزدیک ایسا خیال شرک ہے۔ میں تمہیں دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہوں تم یوں سمجھو کہ دعاؤں کے لئے پیدا کئے گئے اور یہی دعائیں تمہارے سب کام سنواریں گی۔

(اکتبہ غلام محمد حسین احمدی)

(بدر پریس قادیان پسران میاں معراج الدین عمر پروپرائٹرز و پبلشرز و پرنٹرز کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق مینجر مطبع و اخبار چھپکر شائع ہوا)

نوائے محمود

دل ہٹا جاتا ہے چل ہی بے آب کون | ہو رہا ہوں کس کے پیچھے یا مقدر یا [illegible]

خالق اسباب ہی جب ہو کسی پر خشمگین | پھر بھلا اس آدمی کا ساتھ دیں اسباب کیوں

مجکو یہ کہیں کہ ہوں اُلفت میں مرفوع القلم | تیرے پیچھے پڑ رہے میں یہ سب احباب کیوں

جب کا [illegible] معرفت ہاتھوں میں تیرے آگئی | تیری بھا مولی کا مجھ پہ بند ہو پھر باب کیوں

[illegible] ہوں ہو مجھے دید رخ جاناں نصیب | میری بیداری سے بڑھکر ہو نہ میری خواب کیوں

[illegible] نے چھوڑا ہے صراط مستقیم | کہوں گھبرا اونہ [illegible] دلیں [illegible] کیوں

[illegible] یار [illegible] ہر گھڑی مجکو بلا [illegible] | [illegible] میرے دل کو آتے [illegible]

[illegible] تو پھر دل کھول کر روئیگا ہم | [illegible]

[illegible] بھی رو منتا ہوں [illegible] | [illegible]

گفتگو ئے عاشقان شوق [illegible]

بات تو چھوٹی سی تھی اتنا کیا [illegible] کیوں

زلزلہ ہماری مخالفت میں ایک عجیب طوفان بے تمیزی برپا تھا اور اس پر میرا یقین کامل تھا کہ جیسا کہ یہ عظیم الشان ابتلاء ہے اسی طرح عظیم الشان فتح ہوگی۔ غرضیکہ مورخہ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء کا دن اس کام کے واسطے مقدر تھا۔ لہذا اس کا حال عرض کرتا ہوں۔ مورخہ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء صبح کے ۶ بجے اس ملک کچھی پر جہاں کہ فتوے کفر کو اچھی طرح مشتہر کر کے ہماری مخالفت کے منصوبے گانٹھے جا رہے تھے۔ عذاب الٰہی نازل ہوا۔ ایسا خوفناک زلزلہ تھا جس کا پورا پورا حال تو قلمبند نہیں ہو سکتا۔ زلزلہ لاڑی میں ۲۰ سکینڈ رہا تمام مخلوق بھاگ رہی تھی۔ شہر لاڑی میں خیریت رہی۔ مگر واہ رے لاڑی والو! شرک کی حد کر دی بجائے اس کے کہ شکر کرتے۔ پیر دن کی منتیں مان رہے ہیں اور خدا کے غضب کو پھر بلا رہے ہیں۔ لوگ شہر سے باہر چلے جا رہے ہیں۔ یہ تو لاڑی کا حال تھا اور ہم اس خیال میں تھے۔ کہ باہر بھی نقصان نہ ہوا ہوگا۔ کہ مستوفی صاحب بھاگ کی رپورٹ پہونچی کہ اس جگہ کوئی ایسا مکان نہیں رہا کہ وہ سالم یا اس کا کچھ حصہ نہ گرا ہو۔ ڈاک سوار بیل پٹ سے آیا اس نے آکر کہا کہ بیل پٹ کا بازار ریلوے سٹیشن اور ڈاک بنگلہ وغیرہ کل عمارات ریلوے گر گئی ہے اور ریلوے سٹاف جو کہ تعداد میں چالیس آدمی کے قریب تھے۔ ان میں سے صرف ایک تار بابو بچا۔ باقی سب معہ بال بچہ ہلاک ہو گئے۔ بلیٹر معہ ایک لڑکے کے زندہ مکان میں دبا ہوا نکالا گیا۔ فوراً منشی جمعہ خان صاحب تحصیلدار لاڑی معہ سردار جاکر خان بیل پٹ پہونچے تار ٹوٹی ہوئی تھی دیوان اتم چند اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھی ہلاک ہوا۔ بھاگ اور بیل پٹ میں جو شخص باہر دوڑ کے وہ بھی چل نہ سکتے تھے وہاں نے اس قدر مال و جان کا نقصان کیا ہے کہ اس کا صحیح اندازہ مشکل ہے مگر ۱۵۰ آدمی بھاگ میں اور ۴۴ آدمی بیل پٹ میں نقصان ہوئے اب تو ہر طرف سے خوفناک رپورٹیں آرہی ہیں اس کل علاقہ کچھی میں ہر ایک جگہ زلزلہ آیا اور سخت آیا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر (پولٹیکل ایجنٹ) ضلع سبی بھی موقعہ پر پہونچے۔ مزدور لوگ جو مُردے نکلوانے کے کام پر ہیں ان کے واسطے روٹیاں وغیرہ راشن سبی سے بذریعہ سپیشل ٹرین آرہا ہے اس کل نقصان کی نسبت مفصل حال پھر عرض کروں گا۔ صحیح تعداد خدا کو معلوم ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز کہ

[illegible] غضب [illegible] خدا [illegible] فافلو!

[illegible] میں اس کا [illegible] ہنسا کرو ن

[illegible] اور [illegible]

[illegible] ہو رہے ہیں۔

[illegible] اگرچہ یہ عذاب [illegible] نازل ہوا ہے۔

تاہم اللہ کی ذات غنی ہے [illegible] کہ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے اس علاقہ کچھی [illegible] کے اندر جہاں کہ زلزلہ آیا ہے ایسا کوئی [illegible] نہیں ہے کہ جہاں کے لوگ اس زلزلے [illegible] کا نمونہ نہ تھا [illegible] خط کہ [illegible] نے لکا کہ رپورٹ پہونچی ہے کہ شاہ پور تمام غرق ہو گیا ہے صرف ۲ آدمی اس میں بچے ہیں۔ بھاگ میں [illegible] صاحب معہ بال بچہ و سرشتہ دار مستوفی صاحب معہ قبائل ناظر مر گئے ہیں تو دنیا کو عجیب شور ہے۔ مفصل پھر لکھوں گا۔ انشاء اللہ

فقط ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

خادم بندہ نور محمد سرشتہ دار مستوفی صاحب بہادر لاڑی براستہ بیل پٹ بلوچستان

غلطی کا اقرار ہمارا ایک دعا ذکر یا۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے متعلق ایک سخت لفظ تفسیر میں لکھا گیا ہے جس پر ایک شخص مولا بخش نام نے اعتراض بھی کیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح کی عادت میں تو نہیں کہ ایسے لفظ استعمال کریں معلوم ہوتا ہے کہ نوٹ لینے کے وقت کسی غلطی سے چھپ گیا ہے جس کے واسطے ہم کو بہت افسوس ہے۔ (ایڈیٹر)

دُعا مدد برادران محمد یٰسین و محمد حسین کو ان کے والد نے ایک بہت جائداد سے محروم الارث کرنے کی دھمکی دی ہے صرف اس بات پر کہ انہوں نے امام وقت کو مان لیا ہے ان بھائیوں نے بڑی استقامت اور صبر کا نمونہ دکھایا ہے احباب دُعا کریں کہ خدا تعالیٰ انکا حامی ہو اور ان کی مشکلات کو دور کرے اور ماں باپ کو راہ راست پر لاوے۔

جلسہ شاہدرہ۔ شاہدرہ میں برادران احمدیہ کا جلسہ سالانہ ۷ نومبر کو ہوگا

وچھووالی کے آریوں نے اپنے سالانہ جلسہ مذاہب پر آنے کے واسطے ہم کو لکھا ہے ہم ان کی دریدہ دہنی اور بد تہذیبی کا نمونہ ایک دفعہ نمونہ دیکھ نہیں چکے جو بار بار ان کے ٹکٹ قیمتاً خرید کر کے ان کے واسطے ذریعہ آمدنی بنیں گے۔

الخطبہ اپنی جماعت کے آٹھ نوجوانوں کیواسطے ناطہ کی ضرورت ہے جنمیں سے دو صاحب قریشی قوم میں سے ہیں دو پیشہ طبابت رکھتے ہیں ایک صاحب معزز تاجر ہیں نیز ایک لڑکی کے واسطے ایک نوجوان قوم قریشی کی تلاش ہے۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر ہو۔

اطلاع معتمدین صدر انجمن احمدیہ نے اس امر کو پسند کیا ہے۔ کہ چونکہ ۲۴ دسمبر کو عید اضحیٰ ہے اور جلسہ سالانہ اگر انہی تاریخ یا اس سے ایک روز اول شام کو احباب چلیں گے تو وہ نماز عید نہ تو یہاں پڑھ سکیں گے اور نہ اپنے اپنے شہر میں بلکہ عید کے روز سفر میں ہوں گے اس وجہ سے جلسہ سالانہ بجائے ۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر کے ۲۶-۲۷-۲۸ کو قرار دیا ہے۔ لہذا ان تاریخوں کا اعلان آپ اخبار میں ایک دو بار کر دیا جاوے۔ محمد علی سکرٹری - ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء

صحیفہ آصفیہ اللہ اللہ کیا فرض شناس ذات بابرکات تھی صحابہ کرام کی کہ اپنے سید و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھے رہے بلکہ انہوں نے سمجھ لیا کہ آگے جو کام ایک وجود باجود کر رہا تھا اب وہ عظیم الشان بار نبوت ہمارے کندھوں پر ہے اور ہم میں سے ہر ایک اس دین اللہ کی اشاعت و حفاظت کا ذمہ وار ہے اس اصل کے سمجھ لینے کے بعد انہوں نے کیا جو کچھ کیا۔ وہ امتحان میں پورے نکلے اور رضی اللہ عنہم کا سرٹیفکیٹ انہوں نے پالیا جو رضوان اللہ اکبر کے مطابق جنت کی انتہائی نعمت ہے تیرہ سو سال کے بعد بروز محمد کے ۰ [illegible] پر کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے مقدس مسیح کے چیدہ برگزیدوں میں سے ایک خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی اپنے فرض کو خوب پہچانا ہے آپ کرشن اوتار و پیغام صلح کی کئی ہزار کا پیان تقسیم کر چکے ہیں پھر صحیفہ آصفیہ کے نام سے ایک رسالہ جو اس سلسلہ کی ایک جامع و مدلل تاریخ ہے ۱۵۰۰ شائع کیا اب اس کو بیچ چھپوایا گیا ہے نہایت ہی خوشخط موٹے حروف میں ڈمی کا نذ ہے اور اس میں پہلے حضرت امیر المومنین کا وہ خط بھی درج کر دیا گیا ہے جو جناب خلافت مآب نے نظام دکن کو بھیجا اور وہ عریضہ بھی درج ہے جس کے ساتھ خود مصنف نے وزیر اعظم دکن کی خدمت میں یہ رسالہ پیش کیا۔ اصل لاگت ۲ [illegible] فی کتاب ہے اہل دل کا فرض ہو کہ وہ اس کتاب کے کئی ایک نسخے خرید متفرق دوستوں کو تقسیم کر کے ......

وتعاونوا علی البر والتقوٰی .... کی تعمیل کریں۔ خواجہ کمال الدین صاحب عزیز منزل نو لکھا لاہور کے پتہ پر طلب فرماویں۔

درخواست دُعا

قاضی حبیب اللہ صاحب اپنی مشکلات کے لئے دُعا کے خواستگار ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا

حقیقت مذہب شیعہ

اکثر علمائے شیعہ جب وعظ کرنے کو منبر پر جلوہ گری کرتے ہیں تو اہل مجلس کے سامنے یہ حدیث پڑھتے ہیں۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقۃ الناجیۃ منہا واحدۃ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے ۷۳ فرقے ہو جاوینگے اور ناجی ان سب میں ایک ہی فرقہ ہے اور بڑے وثوق سے حاضرین کو یقین دلاتے ہیں کہ ناجی فرقہ سے مراد فرقہ شیعہ ہی ہے اور باقی سب گمراہ ہیں حالانکہ مختلف کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ خود شیعوں کے اندر اس قدر اختلافات ہیں کہ ایک فرقہ کے تقریباً ۷۲ فرقے ہو گئے ہیں۔ جسکو تفصیل دیکھنا منظور ہو وہ کتاب ملل والنحل شہرستانی میں ملاحظہ کرے اسی طرح جلد اول تفسیر کبیر امام رازی علیہ الرحمۃ و دیباچہ تاریخ ابن خلدون میں بھی ان کا تفصیل ہے۔ لیکن راقم کو پوری تسلی اس وقت تک نہیں ہوئی۔ جب تک کہ خود علمائے شیعہ کی کتابوں سے اس کی تصدیق نہ کر لی جیسا کہ آگے ذکر کیا جاویگا۔ ہمارے ملک میں جو لوگ شیعہ کہلاتے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ ہم شیعہ اثنا عشریہ ہیں گو ان کے تمام عملدرآمد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوسرے فرقوں کے بھی بہت سے عقائد اپنے اندر رکھتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے کو امامیہ بھی کہتے ہیں کبھی فخریہ جعفری بھی کہلاتے ہیں کبھی شب معراج کی حقیقت معلوم کر کے کہ پردے کے اندر سے علی پردے کے باہر تھے نبی سے خالی شیعہ بن جاتے ہیں کبھی نصاریٰ کی طرح جام محبت علی سے سرشار ہو کر نصیریہ بن کر نام خدا خدا کا ہی ہمنام ہے علی بول اٹھتے ہیں علاوہ اس کے آجکل تو شیعہ مذہب کا دار و مدار صرف مرثیہ خوانی اور تعزیہ داری پر آکر رہ گیا ہے۔ محرم کا چاند چڑھا اور امام باڑے دس بارہ روز کے واسطے آباد ہو گئے۔ ادہر ادہر سے دو چار سوزخوان جمع ہو گئے۔ جھوٹی سچی روایات مصائب کربلا سنا کر بیچارے سادہ لوح مومنین کو رلا کر ان کے سارے برس کا اندوختہ نذروں نیازوں میں برباد کر کے رفو چکر ہو گئے۔ اللہ اللہ خیر سلا۔ حالانکہ اثنا عشریہ کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ اپنے بارہویں امام غائب کا سراغ کہیں سے نکال کر مخالفین پر حجت ختم کرتے۔ افسوس ہے کہ جس امام کو سلطان زماں اور صاحب العصر اور امام قائم کہا جاتا ہے اور جو نصف تیسری صدی ہجری سے لے کر اب تک اپنے فرض منصبی سے غافل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بے پروا۔ خدا جانے کونسی غار میں یا کونسے پہاڑ کی کھوہ میں بنی امیہ اور بنی عباس کی سطوت و غلبہ کے خوف سے دبکا بیٹھا ہے یہ مخلص میں شیعہ اثنا عشریہ اس کو جا کر یقین نہیں دلا سکتے کہ حضور قبلہ عالم بنی امیہ اور بنی عباس کی سلطنت کا صدیوں سے خاتمہ ہو چکا ہے۔ اگر بغداد اور دمشق کی سرزمین سے آپ کو پھر بھی وحشت ہوتی ہے تو آئیے ہندوپنجاب میں تشریف لے آئیے جہاں دو کروڑ جان نثار شیعہ آپ کی حفاظت و حمایت کرنے کو تیار ہیں اور جہاں پر آپ کی والدہ ماجدہ نرجس خاتون کی ہمقوم ملت یعنے نصاریٰ برسر حکومت ہیں وہ ہر طرح سے آپکی سرپرستی کریگی اور آپ کی والدہ ماجدہ کا لحاظ کر کے کسی طرح کی بھی آپکے حق میں اذیت و تکلیف گوارا نہ رکھیگی لیکن اتنی دربدری اور جہاں گردی اور مصارف کون اپنے ذمہ لیتا۔ اول تو امام غائب کی حضوری کا حاصل کرنا مشکل اور اگر کہیں کوہ و بیابان کی خاک چھانتے چھانتے آپ سے مڈبھیڑ ہو بھی جاتی تو وہ التقیۃ دینی و دین آبائی یعنے میرا دین تقیہ ہے اور یہی میرے باپ دادوں کا دین۔ کا معقول عذر پیش کر کے تو ناحق کی خفت ہی ہوتی تھی اور کیا ہوتا اسی واسطے حامیان دین نے امام العصر کا کچھ پتہ و نشان ہی نہیں قائم کیا۔ پہلی صدیوں میں تو ان کا پتہ و نشان شیعوں کی کتابوں میں صاف اور قریب الفہم اور مشہور مقامات میں مندرج ہے لیکن آجکل کے مجتہدین نے ان کا مقر یا مفر تو [illegible] ربع مسکون سے باہر بتلایا ہے یعنے خشکی اور خشکی کے رہنے والوں انسانوں سے نکال کر ان کو خواجہ خضر کی طرح پانی اور تری میں مجتہدین اور ہنودٹوں کا امام بنایا ہے کیوں نہ ہو آخر وہ بھی تو خدا کی مخلوق میں ان کی ہدایت نوع انسان کی ہدایت سے زیادہ ضروری شائد اس واسطے گردانی گئی ہو کہ خروج کے وقت شیعہ تو کوفیوں کی طرح بے وفائی کریں۔ آخر مہدی کی افواج تو مہدی کا ہی کام دیں گے۔

چنانچہ کتاب تحفۃ العوام میں جو روزمرہ کے اعمال و عبارات کی کتاب ہے اس میں ایک دعائے عریضہ مندرج ہے اور ہدایت کی گئی ہے کہ یہ دعا لکھ کر بند کر کے مہر کرے۔ درمیان آٹے یا پاک مٹی کے رکھدے۔ دریا یا نہر یا گہرے کنوئیں میں ڈالے کہ جناب صاحب الامر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچتا ہے اور وہ متکفل حاجات ہوتے ہیں اور پندرہویں شعبان کو علی الصباح دریا میں ڈالنا معمول اصحاب ہے۔ دیکھو کتاب تحفۃ العوام حصہ دوم باب ۴ مطبوعہ نولکشور ۱۹۰۵ء

اے اثنا عشریہ شیعو! یہ ہے تمہارا بارہواں امام متکفل حاجات اور یہ ہے اس کی امامت کی کائنات کیا اس امام کی امامت کی تم تمام دنیا کو دعوت کرتے ہو اور اسی جوانمردکی طاقت پر بھروسہ کر کے تم ساری دنیا میں اسلام کی اشاعت کے خواب دیکھا کرتے ہو ایک مشہور حدیث بھی تم اکثر لوگوں کو سناتے رہتے ہو کہ جس نے اپنے امام الوقت کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ ہم کو تبلاؤ پہلے تم نے کس طرح اپنے زمانہ کے مزعومہ امام کو جانا اور پہچانا۔ پھر پیچھے لوگوں کو اس کی معرفت پر بلانا ہم اس کی معرفت پر بالکل تیار ہیں کسی گہرے کنوئیں میں سے اس کو نکال کر روئے زمین پر تو لا کھڑا کرو یا تحفۃ العوام میں سے عریضہ والی دعا لکھ کر ایک عریضہ اسی مضمون پر اور لکھ کر گہرے کنوئیں میں ڈالدو۔ دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے پھر تبلاؤ کہ سب شیعہ ناجی ہیں یا ایک تم اثنا عشریہ ہی۔ اگر تم ہی سچے شیعہ ہو۔ تمہارے امام تو ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۲۷ھ میں ہمیشہ کے واسطے غائب ہو گئے۔ اس کے بعد تمہارا فرقہ بنا لیکن حضرت علی اور ان کے شیعہ جو تین صدیوں تک گرگٹ کی طرح کئی کئی رنگ بدلتے رہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد ہی ان میں سے امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت اور ان کے بعد دوسرے اماموں کی امامت سے وقتاً فوقتاً انکار کرتے رہتے اور ان میں سے بعض خلفائے راشدین کو برا کہنے سے بھی احتراز کرتے رہے اور اہل سنت کی طرح ان سے حسن ظن رکھتے رہے جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کرتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا۔ حالانکہ تم نے اپنی روایات میں بارہ امام یکے بعد دیگرے نام بنام کا اعادہ و تکرار جس زور و شور سے کیا ہوا ہے اور جس طرح ان بارہوں کی امامت سوائے پر بلا کم و کاست اوہے ٹخنوں تک زور لگاتے ہو وہ جاننے والوں پر مخفی نہیں ہے۔ ادہر کہتے ہو کہ حضرت آدم کی پیدائش سے بھی پہلے دوازدہ امام کا نام ساق عرش پر لکھا ہوا تھا اور آدم علیہ السلام جبھی تو بہشت سے نکالے گئے تھے کہ ان کے علو مرتبت پر حسد اور رشک کیا تھا۔ اور رجعت کے مسئلہ میں تمہارا اعتقاد ہے کہ نہ صرف مہدی بلکہ علی سے لیکر سب کے سب امام دوبارہ زندہ کئے جائینگے اور اپنے اپنے ظالم اور جابر خلفائے بمعہ عذر کے جور و ظلم کا انتقام لینگے اور یہ سب ائمہ کرام کی زبانی بطور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرتے ہو اب تم خود ہی انصاف کرو اگر یہ سچ مچ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی حدیثیں ہوتیں جنمیں یہاں تک تصریح ہے کہ حسین کے بعد نو اور امام ہیں اور نواں امام مہدی ہے اور پھر لوں کہ جو بارہوں میں سے ایک کا منکر ہے وہ سب کا منکر پھر علی الخصوص مہدی کی احادیث جن کو متواتر کہا جاتا ہے اور جس کے خروج کو بلکہ آیات کلام مجید سے ثابت کیا جاتا ہے دیکھو حائری کی مایۂ ناز کتاب غایۃ المقصود۔ صدر اول کے شیعان علی ان سب احادیث و آیات سے کیا ایسے بے خبر اور کودن رہے کہ نہ صرف مہدی بلکہ اس کے باپ دادوں تک کا انکار کرتے رہے۔ بس ایک عقلمند یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہے کہ تم اثنا عشری بھی توہمات اور ظن کی پیروی کر رہے ہو تمہارے امام مزعومہ کے بطلان پر کیا یہ کافی دلیل نہیں ہے کہ تین سو برس سے پہلے کی کسی کتاب میں تمہارے ان ائمہ کا ذکر نہیں ہے۔ اس کے بعد سے لے کر آجتک کہ ۱۳۲۷ھ ہے [illegible] تمہاری کوئی بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچنی مشکل ہے [illegible] درست اور فرمودۂ رسول و علی مرتضیٰ کے منہ سے نکلی ہوئی ہوتیں تو کیوں شیعان علی حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت سے برگشتہ ہو کر محمد بن علی مشہور بہ ابن حنفیہ کو امام بناتے اور انہی کو مہدی آخر الزمان مانتے۔ یہ تو پہلی نظیر ہے۔ اسی طرح پھر

امام زین العابدین کے بیٹے زید نے اپنے بھائی امام محمد باقر کی امامت سے انکار کیا ہے اور ہزارہا شیعیان کوفہ زیدیہ بن گئے - دیکھو اثنا عشریہ شیعہ کہلا کر تم نے صدر اول کے شیعون کو بھی بدنام کیا - اچھے ارثی ہوئے ہو -

لیکن دیکھو الحمد للہ اہل سنت والجماعت کو ان مشکلات کا سامنا نہین ہے ان کے ہان امامت محدود و مخصوص نہین ہے بلکہ ان کے ہان ہر صدی کے آخر پر ایک مجدد دین کی بعثت کی بشارت ہے اور یہ قرین عقل بھی ہے - مشاہدہ بھی ۱۳ سو برس سے ہوتا آیا ہے اور انشاء اللہ اسی طرح قیامت تک ہوتا جائیگا اور کبھی ان کو امام وقت کی تلاش مین کنوئین جھانکنے نہ پڑین گے بلکہ امام وقت خود موید من اللہ ہو کر مخلوق خدا کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کر کے اپنے وجود بابرکت اور اپنی مبارک تعلیم اور روحانی کشش سے آفتاب کی طرح جلوہ نما کرتا ہے جیسا کہ اس زمانہ مین اس چودہوین صدی کے راس پر حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ بتائید الٰہی مبعوث ہوئے اور ۲۲ برس تک بڑے زور شور سے تبلیغ فرماتے رہے اور تمام روئے زمین مین اپنا مشن ختم کر کے ہزاران ہزار بندگان خدا کو سچے اسلام کا نورانی چہرہ دکھلا گئے - اس وجہ سے ہم کہہ سکتے ہین کہ اصل امامیہ اہل سنت ہین کیونکہ وہ بعد وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آج تک ہمیشہ ہر زمانہ مین ایک نہ ایک امام کے مقلد ہوتے آئے ہین اور آیندہ بھی ہوتے رہین گے برخلاف اثنا عشریہ کے کہ امامت کو بارہ پر محدود و مخصوص کر دیا ہے اور آخری امام کو برائے نام زندہ رکھنے کے لئے گہرے کنوؤن مین بٹھا رکھا ہے اب مزید طوالت کو چھوڑ کر راقم آثم نفس مضمون کی طرف رجوع کرتا ہے -

تعریف شیعہ - شیعہ کی تعریف - آج سے پیشتر ۱۰۳ برس کا ایک شیعہ متکلم یون تحریر کرتا ہے " اما شیعہ کسے است کہ خلیفہ بحق بعد از پیغمبر صلوات اللہ علیہ - امیر المومنین علیہ السلام داند و سنی کسے است کہ ابوبکر را داند و امامیہ (اثنا عشریہ) از شیعہ ایدہم اللہ تعالی جمیع اند کہ قائل بہ دوازدہ امام اند " دیکھو مجالس المومنین صفحہ یعنے شیعہ وہ ہے جو حضرت علی کو بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بحق جانے اور سنی وہ جو ابوبکر کو جانے اور امامیہ اثنا عشریہ شیعون مین سے وہ ہین جو بارہ اماموں کے قائل ہین - اسی کتاب مین شیخ امیر رکن الدین جو ساتوین صدی ہجری مین ہوئے اور جن کو مولف کتاب سلطان التابعین کر کے لکھتا ہے - نیز سے مہدی کے وجود کے منکر تھے - فاضل مولف ان کی طرف سے جوابدہی کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے کہ کیا ہوا جو وہ محمد بن الحسن العسکری کے وجود کے منکر تھے - پھر بھی وہ شیعہ تو تھے - چنانچہ لکھتا ہے " وہرہ تقدیر تسلیم سے گو کہ انکار وجود محمد بن الحسن العسکری علیہ السلام ثانی تشیع تشیع نیست چہ بعضے از طوائف شیعہ حتی جمع از امامیہ قائل بہ دوازدہ امام کہ یکے از ایشان محمد بن الحسن العسکری است - نیستند - چہ مناط تشیع باعتقاد آن ست کہ بعد از پیغمبر خلیفہ بحق بلا فصل امیر المومنین علی بن ابی طالب است - چنانچہ در صدر کتاب مذکور شد " دیکھو مجالس صفحہ ۳۱ مجلس ۲ -

اب شیعہ کے چند مشہور فرقون کی تفصیل مشہور امامیہ فلاسفر عبدالرزاق لاہجی کی کتاب گوہر مراد سے اردو مین ترجمہ کر کے لکھی جاتی ہے -

شیعہ کے سب فرقے جناب علی کے بعد امام حسن کی امامت پر متفق ہین اور ان کے بعد امام حسین کی امامت پر اور اسی طرح شیعہ کے نزدیک جناب علی سے نص متواتر ہے امام حسن کی امامت پر اور امام حسن سے امام حسین کی امامت پر حسین بن علی کی - جیسا کہ آپ نے حسین کی نسبت فرمایا ہے - حدیث هذا امام بن امام اخو امام ابو ائمہ تسعۃ تاسعہم قائمہم - ترجمہ - یعنے حسین امام ہے بیٹا امام کا بھائی امام کا - باپ نو اماموں کا جن مین سے نوان قائم ہوگا (یعنی امام مہدی) اور بعد حسین کے شیعہ مختلف ہین بعضے قائل ہین - محمد ابن علی مشہور بہ حنفیہ کی امامت کے اور ان کو کیسانیہ کہتے ہین اور دوسرے شیعہ قائل ہین امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت کے بعد اس کے بعضے قائل ہین امام زین العابدین کے بیٹے زید کی امامت کے اور انکو زیدیہ کہتے ہین حالانکہ دوسرے شیعہ ان کے دوسرے بیٹے امام محمد باقر کی امامت کے اور شیعون مین سے جو فرقہ امام کی عصمت اور ہر زمانہ مین ایک امام معصوم کے وجود کو ضروری جانے اس کو امامیہ کہتے ہین تو کیسانیہ اور زیدیہ کو جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے امامیہ نہین کہین گے بلکہ غیر امامیہ کہینگے اور امامیہ بعد امام محمد باقر کے قائل ہین - امام جعفر صادق کی امامت کے اور بعد امام جعفر صادق کے اختلاف ہے بعضے وقف کرتے ہین - امام جعفر پر اور بعد ان کے کسی کی امامت کے قائل نہین ہین اور انکو حی اور غائب مانتے ہین اور کہتے ہین کہ مہدی موعود وہی ہین اور ان کو ناؤسیہ کہتے ہین اور بعضے قائل ہین جعفر بن اسمٰعیل کی امامت کے اور انکو اسمٰعلیہ کہتے ہین - اور بعضے قائل ہین علی بن جعفر کی امامت کے جن کو فطحیہ کہتے ہین حالانکہ دوسرے قائل ہین موسیٰ کاظم کی امامت کے - اور قائلین امامت موسیٰ مو بعضے وقف کرتے ہین موسیٰ پر اور ان کے بعد تجاوز نہین کرتے ہین اور موسیٰ کو امام حی اور غائب اور مہدی موعود جانتے ہین ایسے شیعون کو واقفیہ کہتے ہین اور دوسرے قائل ہین علی بن موسیٰ کی امامت کے اور بعد ان کے محمد بن علی کی امامت کے (یعنی محمد عسکری) اور بعد ان کے محمد بن عسکری القائم المہدی کی امامت کے اور اس کو حی و غائب اور مہدی موعود مانتے ہین اور وہ بارہ اماموں کا بارہوان امام ہے ایسے شیعون کو اثنا عشریہ کہتے ہین - دیکھو گوہر مراد فصل دہم باب سوم مقالہ سوم -

اے شیعہ اثنا عشریہ تمہارے علماء اپنی کتابون مین سقیفہ کے دن صحابہ کے اجماع خلافت جناب صدیق رض پر اپنا سارا زور علمیت لگا کر اجماع مذکور کے خلاف عجیب عجیب روایات و دلائل پیش کرتے ہین لیکن افسوس ہے کہ اپنے ائمہ کی خلافت کے متعلق جو انہون نے اجماع تجویز کیا ہوا ہے اور جس کو وہ قطعی اور ثابت شدہ ظاہر کرتے ہین کبھی غور نہین کیا کہ یہ اجماع کہان تک مجمع علیہ ہے جیسا کہ عاجز راقم نے گوہر مراد کی اصلی عبارت سے ترجمہ کر کے ہدیہ ناظرین کیا ہے - صریحاً ظاہر ہوتا ہے کہ بعد امام حسین علیہ السلام کے ہر ایک امام کے متعلق شیعون مین باہم اختلاف ہے ہر ایک فرقہ اپنے امام کو آخری امام اور حی اور غائب اور مہدی موعود مانتا ہے اور اسی طرح تم اثنا عشریہ محمد بن عسکری علیہما السلام کو ... مہدی موعود مانتے ہو تو ایک منصف مزاج متلاشی حق کو تعجب ہوتا ہے کہ ان مین سے کس کو سچا مہدی موعود تسلیم کیا جاوے - جس صورت مین کہ امام زین العابدین علیہ السلام کے وقت سے مسئلہ امامت مین تمہارے ہان اختلاف شروع ہو گیا جو تقریباً سنہ ۶۲ھ مین واقعہ ہوا اور حضرت علی کے فرزند ارجمند محمد حنیفہ امام زین العابدین کے دعویٰ امامت کو اٹھ کھڑے ہوئے اور ہزارون شیعیان علی ان کے پیرو ہو گئے اور اسی طرح ان کے بعد زید شہید نے امام باقر کے مقابلہ مین دعویٰ امامت کیا اور پھر ہر ایک امام کے پیرو اس کو حی اور غائب اور مہدی موعود مانتے آئے - اور یہ ادعا اس زمانہ مین نہایت شہرت پذیر ہوتے رہے تھے تو تمہارے اعتقاد کے بموجب از روئے قرآن و احادیث تو صرف ایک مہدی موعود ہونا تھا - جو بارہوان امام محمد بن عسکری تھا جن کی ولادت بقول قاضی نور اللہ شوستری سنہ ۲۵۵ ہجری مین ہوئی - پھر تمہارے بزرگون نے دوسرے فرقون کو کیون اپنے آخری امام اور سچے مہدی موعود کے پیدا ہو جانے پر جن کی نسبت علامہ حائری غایۃ المقصود مین ایک روایت لکھتا ہے کہ پیدا ہوتے ہی ان کو ملائکہ عرش پر اٹھا لے گئے اور دیگر بیسیون خوارق ظاہر ہوئے جو متواتر ثابت ہین ملزم نہ گردانا اور ان کو ان واقعات عجیبہ پر شاہد اور گواہ نہ قائم کیا - کیا تم لوگ اپنے مہدی کی ولادت اور غیبت صغریٰ اور غیبت کبریٰ کا ثبوت سنی مورخین سے قطع نظر اپنے گھر کے ہی شیعہ فرقون مین سے کسی گروہ کی کتب سے پیش کر سکتے ہو ہرگز نہین -

تم نے اپنی ساری عمر اصحاب ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عیب جوئی اور نکتہ چینی اور مطاعن جمع کرنے پر صرف کر دی اور اپنے آپ کو خالص و مخلص مومن خیال کرتے رہے اور اپنے ائمہ کو انبیاء کرام سے بھی بڑھا کر کہان سے کہان تک پہونچا دیا - لیکن افسوس ہے کہ تم نے اپنے عقائد کی تحقیق و تصدیق کبھی کی ہی نہین - کیا اپنی

(۵) اقوال اور واقعات کے بل پر تم نے صحابہ کی عیب شماری کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے جن کی اسلامی خدمات کا تیرہ سو برس سے چار دانگ عالم میں ڈنکا بج رہا ہے جن کی سچی جانفشانیوں کے صدقے سے حرمین شریفین کی حرمت اور احترام قائم ہے جن کی ہمت سے مشرق سے مغرب تک خورشید اسلام کی کرنیں جا پہونچیں جن کی بروقت مساعی جمیلہ کی برکت سے قرآن جیسی مبارک کتاب آج تک محفوظ چلی آتی ہے ایسے جان نثاران خدا و رسول کی للہی خدمات کو معمولی اور خفیف خیال کرکے جن کے زندہ آثار کو نہ کوئی مٹا سکا اور نہ مٹا سکتا ہے نہ کوئی مٹا سکے گا۔ جن ائمہ کرام کو تم حجۃ اللہ اور آیات اللہ اور مثل نصاریٰ ازلی ابدی مانتے ہو اور ان کے فضائل بیان کرکرکے نصاریٰ کو بھی مات کر دیتے ہو ان کی صداقت کا کوئی ثبوت بھی تمہارے ہاتھ پلے ہے؟ اور ان کے کارہائے نمایاں کی کوئی تشریح و تفصیل بھی تمہارے پاس ہے؟ بلکہ ان کے وجود کے ہست و نیست کا کوئی نشان یا ثبوت بھی بتلا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ جب صورت حال یہ ہے تو تم کو لازم ہے کہ اس سے ابد اپنے باطل اور خیالی عقائد سے توبہ کرکے اہل سنت والجماعت بھائیو کے ساتھ شیر و شکر ہو جاؤ۔ تمہارے صدیوں کے اختلاف نے وحدت اسلام کو بہت صدمہ پہونچایا ہے اس سے زیادہ خدا کیواسطے صدمہ نہ پہونچاؤ۔ نظر انصاف سے دیکھو تو ہم تم میں کوئی اصلی اختلاف نہیں ہے محض اہل غرض کی شرارت سے تم ہم سے بدگمان ہوتے رہے ہے۔ جس طرح مذہب اسلام کل مذاہب کا جامع اور متمم ہے اسی طرح اہل سنت والجماعت کل اسلامی فرقوں کا پہلا اور آخری مذہب ہے۔

اگر اسلامی سلطنت ہوتی اسلامی مملکت ہوتی بیرونی مخالفین اسلام کے حملوں سے ہم محفوظ ہوتے تو تمہاری اور بھی ناز برداری کرتے مگر پنجاب و ہندوستان میں تو معاملہ ہی دگرگون ہو چلا ہے۔ مخالفین نہ صرف ہمارے مذہب بلکہ ہمارے مال و جان کے بھی دشمن ہو رہے ہیں پس ایسے نازک اوقات میں تمہارا پہلا فرض یہ ہے کہ صدیوں کے بغض و کینوں کو اپنے سینوں سے نکال کر اپنے برادران ملت کو ساتھ سچے دل سے صلح کر لو۔ ورنہ یاد رکھو کہ تمہارے باطل عقیدوں کا غیر معمولی طور پر قلع قمع کیا جاویگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور آخر تم کو طوعاً و کرہاً حق کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار خادم حسین احمدی بھیروی۔

پہلا سوال = لانبی بعدی کی تشریح ۔ دوسرا سوال ابو داؤد میں ہے لیس بینی و بینہ نبی۔ وانہ نازل ۔ کے کیا معنے۔ تیسرا سوال ۔ معراج میں آنحضرت نے حضرت عیسیٰ سے سوال کیا تو انہوں نے کہا قیامت سے پہلے میں خود دنیا میں جاؤنگا۔ یہ خدا کا وعدہ میرے ساتھ ہے اس سے کیا مراد ہے۔

تین سوالوں کے جواب

"یہ مضمون علامہ نور الدین زیدمجدہ کے شاگرد رشید مولوی روشن علی صاحب نے لکھا ہے۔ حافظ صاحب اپنے واجب التعظیم اُستاد کی طرح جو کچھ لکھتے ہیں۔ مختصر جامع اور مدلل لکھتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ تحریر موجب دلچسپی ناظرین ہوگی۔"

حضرت مرزا صاحب کی مسیحیت کے اثبات کے لئے پہلے اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ آیا بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی مدعی نبوت یا رسالت کا ہونا ممکن ہے یا نہیں۔ نبوت اور رسالت سے ہماری مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کی وجہ سے بطور نیابت و ظل کے عہدہ نبوت حاصل کرنا نہ یہ کہ بدون اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نئی شریعت کا رواج دینا۔

پہلے اس امر کے اثبات کے لئے سورۃ فاتحہ کی دعا ہے (۱) اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم ۔ یہاں دو امر کا جاننا ضروری ہے ایک یہ کہ انعام کن لوگوں پر ہوا ۔ دوم یہ کہ انعام کیا چیز ہے۔ انعام والے تو بنی اسرائیل ہیں۔ جن کا ذکر یابنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم ۔ سورہ بقرہ رکوع ۵ میں ہے۔ اور انعام کی تفصیل و اذ قال موسیٰ لقومہ یقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء و جعلکم ملوکا۔ سورہ مائدہ رکوع ۴ میں ہے۔ پھر خلاصہ دعا فاتحہ کے مقصود کا یہ ہوا۔ کہ ہمیں سلطنت بخش اور ہم میں انبیا مبعوث فرما۔ اور آیۃ دوم جس سے انبیا کا آنا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے۔ یبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی ۔ سورہ اعراف رکوع ۴ ۔ یہ نہ کہا جاوے کہ مراد اس سے وہ بنی آدم ہیں جو کہ آدم کے وقت میں تھے اس سے آیت کا نسخ لازم آتا ہے اور ایسی تخصیص کے جواز سے تمام تکالیف شرعیہ کا اٹھا دینا جائز ٹھہرتا ہے کیونکہ جہاں کوئی آیت حکم کی آئی تو کہہ دیا کہ یہ مخصوص بزمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آیت ثالث جس سے کہ انبیاء کا مبعوث ہونا اس اُمت میں ضروری ہے۔ آیت یہ ہے۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم و لیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم و لیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً و من کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون اس آیت شریف کی چار غرضیں ہیں ۔ (۱) یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفے ہوں گے (۲) یہ کہ اسی طرح پر ہوں گے جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئے (۳) یہ کہ اس اُمت سے ہوں گے نہ باہر سے (۴) یہ کہ ان کی غرض آنے کی کیا ہوگی۔

غرض اول کے اثبات کی دلیل لفظ لیستخلفنہم ہے جو کہ فعل مضارع موکد بلام تاکید و نون تاکید ہے۔ جو کہ محل قسم میں واقع ہوا کرتا ہے یعنے اس سے وہ فعل بیان کیا جاتا ہے جس کا کرنا ایسا ضروری ہو جیسا کہ اس فعل کا کرنا ضروری ہوتا ہے جس پر کہ قسم کھائی جاوے اور اس فعل کا ظہور کیوں نہ ہو۔ جبکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور ان اللہ لا یخلف المیعاد سچ ہے۔ غرض دوم کا ثبوت کما استخلف الذین من قبلہم ہے۔ اس کے معنے میں۔ اسی طرح پر کہ جس طرح کہ خلیفہ بنایا ان کو جو امت محمدیہ سے پہلے تھے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلفاء سلاطین بھی تھے۔ اور انبیاء بھی تھے۔ پس انبیاء اور سلاطین کا ہونا حسب ضرورت اس امت میں بھی ضروری ہے۔ اگر اس تشبیہ پر ایمان نہ رکھا جاوے۔ تو کما استخلف الذین من قبلہم کا لفظ آیت شریف میں لغو ہو جاتا ہے جس سے کلام اللہ مبرا ہے۔

غرض سوم۔ کا پتہ لفظ منکم سے لگتا ہے۔ یعنے وہ خلفاء جو کہ اللہ تعالیٰ مثل خلفاء بنی اسرائیل کے مبعوث فرمائیگا۔ وہ تم میں سے ہوں گے نہ تمہارے غیر سے۔ غرض چہارم ۔ دو جملوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ و لیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم و لیبدلنہم من بعد خوفہم امنا ۔ یعنی ضرور ضرور پختہ کریگا اللہ تعالیٰ غالب کریگا اور مضبوط کریگا اس دین کو جو کہ پسند فرمایا ہے امت محمدؐ کے لئے اور ضرور ضرور بدل دیگا ان کی حالت خوف کو ساتھ امن کے۔ غرضیں دو بیان فرمائی ہیں۔ ایک مضبوطی و غلبۂ دین ۔ دوم ۔ ازالۂ خوف۔ چونکہ خلفاء دو قسم کے ہیں۔ ایک سلاطین اور ایک انبیاء ۔ اس واسطے غرضیں بھی دو رکھی ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ انبیاء کا کام جو کہ خلفاء ہوتے ہیں ان کا یہی کام ہے کہ اپنے متبوع کے دین کے عقائد اور اعمال اور اخلاق کی حفاظت کریں اور ان کو مضبوط کریں اور اس پر جو حملہ مخالفین کی طرف سے ہو اس کو ہٹائیں اور سلاطین کا یہ کام ہے کہ حفاظت نفوس و اموال و اعراض کریں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے دو غرضیں بیان فرمائی ہیں۔ پس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے زمانے کے بعد مخالفین کا حملہ بلکہ آپ کی زندگی میں ہی جانوں۔ مالوں ۔ عزتوں پر شروع ہوا۔ جس کو ہٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سلطنت کا انعام امت محمدیہ پر کیا اور جس زمانہ تک اور جس قدر وہ حملہ بڑھتا گیا اسی قدر سلطنت میں ترقی ہوئی لیکن اس زمانہ میں کوئی جان و مال عزت پر حملہ نہیں کرتا بلکہ عقائد اور ...... اعمال اور اخلاق پر دھواں دھار حملے ہو رہے ہیں اس واسطے ضرورت نبوت ہے۔ جو کہ ان حملوں کو دفع کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے انعام ہو۔

اگر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے خلفاء نہ ہوں۔ جو کہ انبیاء ہوں تو اس سے قرآن شریف کے تمام قوانین ٹوٹ جاتے ہیں جن میں کہ اللہ تعالیٰ نے انعام کے وعدے فرمائے ہیں اور نصرت کے وعدے فرمائے ہیں۔ مثلاً یوسف۔ موسیٰ۔ ہارون۔ نوح۔ ابراہیم۔ الیاس۔ لوط وغیرہ۔ جس قدر انبیاء کا ذکر قرآن شریف میں کیا گیا ہے سب کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ انا کذالک نجزی المحسنین ضرور ہم ایسا ہی بدلا دیتے ہیں نیکو کاروں کو۔ پس اگر ایک ہی ایسا وجود امت محمدیہ میں جائز نہ رکھا جاوے تو یہ قرآن شریف کا بار بار فرمانا کہ ہم یہی بدلا محسنوں کے دینے کے لئے تیار ہیں اور دیتے ہیں بالکل بے معنی ٹھہرتا ہے۔ ونعوذ باللہ من ذلک۔

دوسرا یہ بھی یاد رہے کہ حضرت مسیح چونکہ خلیفہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث الیٰ بنی اسرائیل تھے وہ اس امت میں خلیفہ بن کر نہیں آسکتے۔ اول تو اس لئے کہ وہ وفات شدہ ہیں اور موتیٰ کا رجوع قیامت میں ہے۔ دوم منکم کا لفظ ان کے آنے کو رد کرتا ہے سوم کما استخلف الذین من قبلہم کا لفظ آپ کے آنے کو جائز نہیں ٹھہراتا کیونکہ ہر ایک خلیفہ محمدی شبیہ ہے خلیفہ موسوی سے۔ اور مشبہ اور مشبہ میں عینیت ممنوع ہے۔ زید کالاسد۔ اسی وقت کہہ سکتے ہیں کہ زید نوع اسد سے بالکل الگ ہو ورنہ تشبیہ لغو ہے چہارم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے وہ کسی نبی کو نہیں ملی تھیں (۱) یہ کہ نبی خاص خاص قوموں کی طرف بھیجے جاتے تھے اور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ پس جبکہ مسیح ابن مریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئے ہیں۔ تو آپ کا بھی تمام لوگوں کی طرف رسول بن کر آنا ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جابجا فرمایا ہے۔ کہ رسولاً الیٰ بنی اسرائیل۔ مثلاً یعنی اسرائیل کے مسیح کو ہم نے بنی اسرائیل ہی کی طرف رسول بنایا ہے اور انہی کے لئے اس کو اسوہ بنایا ہے اور انہی کے لئے مقرر کیا ہے پس اگر وہ دنیا میں دوبارہ آویں یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کو توڑیں۔ یا صرف بنی اسرائیل کے لئے آویں اگر وہ بنی اسرائیل کی طرف آئے تو ہمارا ان کے ساتھ کیا تعلق ہے اور اگر ہماری طرف آئے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کیا رہی اور یہ قول کس طرح صحیح ہوا کہ یہ میری خصوصیت ہے کہ میں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا یہ شرف اور کسی نبی کو نہیں دیا گیا جو کہ مجھ سے پہلے ہوئے اس قرآنی بیان کے مقابل میں مخالفین دو عذر پیش کرتے ہیں۔ اول آیت خاتم النبیین۔ دوم۔ حدیث لا نبی بعدی۔ ہم کہتے ہیں کہ ان کا استدلال صحیح نہیں کیونکہ آیت مقام مدح میں ہے اور یہ کوئی مدح نہیں کہ یوں کہا جاوے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیا ہے وہ نبوت کے درخت کا بیج و بنیاد سے اکھیڑنا ہے یا یہ کہ آپ کا وجود یا بعثت ایسے ہیں کہ آئندہ کے لئے انعام نبوت سے باوجود ضرورت نبوت کے مخلوقات کو محروم کرتے ہیں آیتوں کے نفطوں کی طرف نگاہ کی جاوے تو لفظ ہے خاتم۔ جس کے معنے مہر کے ہیں۔ تو خاتم النبیین کے معنے کیا ہوئے کہ مہر ہیں نبیوں کی۔ اس سے یہ کہاں پتہ لگا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں پھر انہیں سے سارے نبی کیوں کر مراد ہو سکتے ہیں جبکہ تقتلون النبیین میں سب مراد نہیں۔ بلکہ مناسب مقام کے تو یہ معنے ہیں کہ آپ تمام نبیوں کی مہر ہیں۔ یعنی تمام نبیوں نے آپکی تصدیق کی ہے جیسا کہ کہا جاوے کہ یہ ذہن میری جاگیر ہے اس پر بادشاہوں کی مہر ہے ان معنوں کو وضاحت کے ساتھ سورہ آل عمران میں بیان کیا ہے۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ یعنے تمام نبیوں سے اقرار لیا گیا ہے کہ سب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کریں۔ پس تمام نبیوں نے آپ کی نبوت کی صداقت پر مہر کی ہے اس لئے آپ خاتم النبیین ہیں یا یوں کہا جاوے کہ آپ تمام نبیوں کی مہر ہیں یعنے تمام نبیوں کے مصدق ہیں جیسا کہ آیت مذکورہ میں لفظ مصدق سے ظاہر ہوتا ہے اصل اس کا یہ ہے کہ لفظ خاتم کا بمعنی مصدری بطور حاصل مصدر کے یہاں پر استعمال کیا گیا ہے۔ مصدر کبھی اپنے فاعل کی طرف مضاف ہوتی ہے اور کبھی اپنے مفعول بہ کی طرف۔ مثال فاعل۔ لولا دفع اللہ الناس۔ دفع مضاف ہے طرف اللہ کی۔ مثال مفعول بہ کی وللہ علی الناس حج البیت۔ لفظ حج کا البیت کی طرف مضاف ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نبیوں کی تصدیق کرتے ہیں یہ اس صورت میں معنے ہیں کہ جب مصدر مفعول کی طرف مضاف مانیں اور دیگر نبی آپ کی تصدیق کرتے ہیں یہ اس تین جبکہ مصدر فاعل کی طرف مضاف مانیں۔

اور حدیث لا نبی بعدی میں بہی بہت سے احتمالات باقی ہیں جو کہ حدیث کے ان معنوں کو جو مخالفین لیتے ہیں۔ صحیح نہیں رہنے دیتے۔ اول تو یہ حدیث نصوص قرآنیہ کے خلاف ہو کیونکہ ہمارے پہلے بیان سے ظاہر ہو چکا ہے کہ نبوت کا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونا ضروری ہے۔ پھر خلاف قرآن شریف کے حدیث باجماع اُمت مردود ہے۔

دوسرا خیال یہ ہے کہ آیا نفی نبوت سے نفی کمال مقصود ہے یا نفی وجود۔ نفی وجود کی تو منقوض ہے کیونکہ نزول عیسیٰ حق ہے اور اگر نفی کمال مقصود ہے اس میں کوئی مناقشہ نہیں پھر لفظ بعدی میں بھی احتمالات قائم ہیں۔ کیونکہ بعدی کا لفظ اس بات کا مستلزم نہیں ہے کہ بعدی سے موتی مراد ہو۔ کیونکہ قبل اور بعد امور اضافیہ میں سے ہیں جو کہ دوسرے کی نسبت کے لحاظ سے معلوم ہوتے ہیں۔ کبھی تو بعدی کا لفظ بعد موتی پر استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قول یعقوب کا ہے ما تعبدون من بعدی۔ اور کبھی بعد مکانی پر استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ موسیٰ نے اپنی قوم کو طور سے واپس آکر فرمایا۔ بئس ما خلفتمونی من بعدی۔ مقام کے لحاظ سے اس حدیث کے یہ معنے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک کو تشریف لے جانے لگے تو حضرت علی کو مدینہ پر خلیفہ کیا۔ تو حضرت علیؓ نے رو کر کے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے آپ عورتوں اور بچوں میں چھوڑ چلے ہیں تو آپ نے فرمایا کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو مجھ سے اس مرتبہ پر ہو جو کہ ہارون کو موسیٰ سے تھا۔ مگر میرے پیچھے نبی نہیں تو اس کے یہ صاف معنے ہیں کہ میرے اس سفر پر جانے کے بعد تم خلیفہ تو ہو لیکن ہارون کی طرح نبی نہیں۔ لا نبی بعدی کے متعلق جو حضرت عائشہ رضؓ کا قول ہے۔ بحار الانوار سے ہمیں دکھلانے کی ضرورت نہیں کیونکہ لا نبی بعدی کی حدیث بخاری میں مروی ہے۔ بحار الانوار سے یہ بہت بڑھ کر بات ہے اس کی طاقت نہیں کہ بخاری کا مقابلہ کرے اس لا نبی بعدی کے مقابلہ میں میں نے بہت کچھ لکھ دیا ہے لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب آپ کے ابراہیم بیٹے نے وفات پائی تو فرمایا۔ لو عاش لکان نبیاً۔ اگر جواز نبوت بعد آنحضرت کے جائز نہ تھا۔ تو یہ کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے اگر یہ بچہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔

سوال:

(وانہ نازل) ۔ وہ نازل ہوگا کا جواب اول تو یہ ہے کہ بخاری اور مسلم دونوں میں مسیح کے دو حلیے بیان کئے گئے ہیں۔ ایک حلیہ سرخ رنگ گھنگر والے بال دوسرا وہ مسیح جسکو دجال کے مقابلہ میں دیکھا ہے اس کا حلیہ بیان فرمایا ہے کہ گندم رنگ سیدھے بال۔ میانہ قد۔ یہ متفق علیہ حدیثیں کیوں کر چھوڑی جا سکتی ہیں۔ پھر جب مسیح ابن مریم ہی دو ہیں تو پہلے مسیح کو اتارنے کی کیا ضرورت ہے جہاں کہیں ایسا لفظ آئیگا اس سے مراد وہی گندمی مسیح لیا جاوے گا اور ضمیر المثل عربی زبان میں اور قرآن شریف میں استعمال کی گئی ہے۔ مثال عربی زبان کی اخذت درھما ونصفہ لیا میں نے درہم اور اس کا نصف لیا یہاں پر ظاہر ہے کہ اس درہم کی طرف یہ ضمیر نہیں جا سکتی جو کہ فاعل لے چکا ہے۔ کیونکہ اس کا نصف تو اس میں داخل ہے بلکہ اس کی مثل ہی کی طرف جائیگی

مثال دیگر۔ شعر۔ ترکت بنی الجزیم لھم دوادٍ
اذا تمضی جماعتہم نعود (حماسہ)

چھوڑا ہے میں نے بنی جزیم کو ایسی حالت میں کہ وہ جگہ کہار ہے تھے۔ جب چلی جاتی ہے ایک جماعت ان کی۔ تو لوٹتی ہے یہاں جانے والی اور یہاں لوٹنے والی اور ہے۔ حالانکہ ضمیر اگر مثل کی نہ مانیں تو چلی جانیوالی جماعت کی طرف جاتی ہے اور وہ مقصود نہیں۔ مقصود تو یہ ہے کہ اس قوم کی ایسی حالت ہو گئی کہ ایک گروہ ان کا آتا تھا اور دوسرا جاتا تھا۔

مثال قرآن شریف کی۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا ذکر فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ لے کر رات رات چلے گئے اور پیچھے ان کے فرعون

پڑا ہے۔ وہاں فرمایا ہے۔ اخرجناھم من جنّٰت وعیون وکنوز
ومکانٍ کریم کذالک واورثناھا بنی اسرائیل۔ یعنی فرعونیوں کو باغات
وچشمہ جات خزانجات اعلیٰ درجے کے مکانوں سے نکالا۔ اور ان کا وارث
نبی اسرائیل کو کیا۔ حالانکہ نبی اسرائیل ملک مصر کے کبھی کسی وقت میں آج
تک بادشاہ نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کو شام کی زمین کی بادشاہت بخشی گئی
جو کہ مصر کی جاہ وحشمت کا مثیل تھی۔ اور دوسری جگہ بھی فرمایا ہے ان لوگوں
کا قول جو کہ غزوہ احد پر حاضر نہ ہوئے اور وہاں کے شہداء پر افسوس کیا۔
لو کان لنا من الامر شیء ما قتلنا ھٰھنا۔ اگر ہمارا کچھ اختیار ہوتا تو
ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے حالانکہ جو قتل ہو چکے ہیں وہ یہ کہہ نہیں سکتے۔
غرض یہ ہے کہ قرآن شریف کے اکثر مقامات میں ضمیر مثل کو استعمال
کیا ہے تمام نبی اسرائیل کے وہ واقعات جو کہ موسےٰ علیہ السلام کے وقت
میں ہوئے یا ان کے بعد قریب عہد میں ہوئے۔ ان تمام واقعات کا
خطاب ان یہودیوں کو کیا گیا۔ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت
میں مدینہ میں رہتے تھے۔ مثل کی طرف ضمیر کا پھیرنا یہ عرب کا عام دستور ہے
اسی واسطے تو یہود نے یہ نہ کہا کہ ہم نے تو وہ معاملات نہ دیکھے نہ کئے ہم کو
ان الزامات کا کیوں نشانہ بنایا جاتا ہے حالانکہ وہ کہہ سکتے تھے کہ ہم سے
پہلے ہمارے بزرگوں نے جو کہ ہم سے پہلے کئی ہزار برس ہوئے ہیں ان
کے یہ فعل ہیں۔ لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ ہمیں کیوں بار بار
سنایا جاتا ہے۔

بس جب ہمیں نصوص قرآنیہ سے وفات مسیح اسرائیل کا علم ہو گیا اور یہ بھی
ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق صحیحین کے دو
مسیحوں کے دو حلیئے بیان کئے ہیں تو پھر ہمیں مثل کی طرف ضمیر پھیرنے
سے کون امر مانع ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہاں تو اصل کی طرف ضمیر پھیرنی ممکن
ہی نہیں۔ پس وہ حدیث جس میں یہ آتا ہے کہ میرے مسیح کے درمیان کوئی
نبی نہیں ہوا اور وہ وہی نازل ہونے والا ہے۔ مراد اس سے اس کا مثل
ہے اور وہ حدیث جس میں کہ قیامت کا تذکرہ ہے اس حدیث میں وہی مسیح مراد
ہے جو کہ گندم گوں رنگ کا مسیح ہے جس کو کہ دجال کے مقابل میں آنحضرت
نے دیکھا ہے۔

حج کے واسطے ہدایات

برادرم چودہری حاکم علی صاحب کو حج کے سفر پر
جانے کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح نے
مفصلہ ذیل ہدایات فرمائیں۔ جو فائدہ عام کے واسطے درج اخبار کی جاتی ہیں
ہندوستان جانے والا یلملم یا مدینہ سے حج کی نیت کرنے والا۔
ذوالحلیفہ سے خوشبو لگائے۔ نہائے دو رکعت نماز پڑھے موزہ۔ پاجامہ
قمیص۔ پگڑی۔ ٹوپی ایسی چیزیں نہ پہنے سر کو ننگا رکھے۔ لحاف اور نہالی
اوڑھنی یا چوغہ کو چادر کی طرح اوڑھنا جائز ہے۔
اگر پیچھے حج کرنا ہو تو پہلے عمرہ کریں۔ اللھم لبیک لاشریک
لک لبیک ... گندے لفظ اور جھگڑے اور شکار سے
بچیں۔ رات ذی طوی میں رہے غسل کرے اور مکہ کے اوپر کی طرف
سے مکہ شہر میں داخل ہو پھر باب سلام کے ذریعہ داخل ہو۔ طواف کے
بائیں طرف رہے۔ طواف حجراسود سے شروع کرے۔ جو دعا چاہے
مانگے۔ خاص دعا نہیں۔ جنوبی کونوں کے درمیان ربنا آتنا فی الدنیا
حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ پڑھے۔ سات پھیروں کے بعد دو رکعت نماز
پڑھے پھر صفا کی طرف جائے قبلہ کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کرے اور بہت
دعا کرے خاص دعا نہیں پھر مروہ کی طرف جائے پھر سر منڈا دے
یا بال کٹوا دے آٹھویں تاریخ ایک احرام باندھے اور منا کی طرف جائے
وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء۔ اور فجر پڑھے جب سورج نکل آئے
ضب کے راستہ سے عرفات میں جائے جہاں مسجد ہے وہاں نماز
اور وہاں ہی ظہر اور عصر پڑھے اور پھر اس میدان میں غروب آفتاب تک
صرف دعا یا ذکر الٰہی کرے جب سورج غروب ہو جاوے مزدلفہ میں
آئے اس کی پہچان ہے وہاں روشنی بہت ہو گی وہاں مغرب عشاء جمع
کرے۔ پھر صبح بہت سویرے اٹھے اور طلوع آفتاب سے پہلے منا کو
چلا جائے سات کنکر لگائے۔ قربانی کرے۔ سر منڈا دے یا بال کٹوائے
پھر مکہ کو دوبارہ طواف کرے احرام کھولدے بس یہ ہے جو نقشہ
ہے بنایا۔

ضروری ہدایات

اول۔ کم سے کم دو تین دوست ہوشیار ساتھ ہوں
(۲) جمعرات یا ہفتہ کو چلے خوب غسل کرے (۳)
اونچی جگہ میں پڑھے ہیں اللہ اکبر اور نیچے میں سبحان اللہ کہے (۴) قرآن کریم
ضرور ساتھ ہو۔ براہین احمدیہ۔ درثمین بھی ہے لو۔ چند عربی کتابیں وہاں
دینے کو ہے جاؤ تو مضائقہ نہیں (۵) مضبوط لوٹا۔ ڈول۔ رسی۔ مسواک
جانماز۔ رومال۔ تولئے۔ قربیاں کرتے۔ چادریں یہ سب بہترین اگر بہتر
ہونی چاہئیں (عاکسری) دو تین جوتیاں یا چپلاں۔ ترنگ کے دوائی
تکیہ۔ دری دو عدد۔ چار پانچ دستر خوان۔ صابون۔ کبھار وا۔ ضرور چیز راوٹی
(کپڑے کا پاخانہ) اس کے ساتھ تھوڑی سی سینیاں (کہاڑ) اور دوائی
نہایت ضروری ہیں) کچھ سوئی تاگا۔ سوئی۔ پنکھا۔ ستا۔ چھوٹی سی
برچھی۔ سر دہونے کی مٹی۔ کنگھی۔ چھوٹی کلہاڑی۔ موم بتی وغیرہ جو
سفر میں چلے۔ رکابیاں جو لپا ہوا ہو۔ مصالحہ۔ ادرک۔ نمک۔ آٹو۔ کچھ
ضروری دوائیں زبت۔ قبض۔ دردوں کی۔ سردرد۔ اسہال۔ معدہ
امصہ۔ گنے۔ لیمو۔ چٹنی۔ بڑیاں۔ چاول۔ مسور کی دال۔ اور دوسری
دالیں گلتی نہیں) کچھ آٹا۔ کچھ گھی عمدہ سا۔ مدینہ کی راہ کے لئے مختصر ضروریات
سے ضروریات۔ کچھ کھجوریں ساتھ مخفی رکھنی چاہئیں جو بدو کو بطور
محبت کے علیحدہ دیوے (اکٹھے کہاتے ہیں اس لئے سب ہو کے
سکتے ہیں) یاد رکھنے والی بات پونڈ ساتھ لیجائے نوٹ اور روپے
سے تکلیف ہوتی ہے۔ دوانیاں بہت ہوں پیسے۔ چونی الگ
الگ رکھے ورنہ دونی کی جگہ روپیہ نکلا ہو گا یا فرا تفری میں گر
پڑے گے۔ ہو سکے تو تار کے لئے مختصر پتہ لاہور دیکھا ہی نقدی کا
پتہ کبھی تب دیکھ۔ جہاں تک ممکن ہو ہنڈی کر دے۔ حدیث کی
کتاب عمدۃ الاحکام یا بلوغ المرام ساتھ رہے۔ مکہ میں علی الیمنی
حضرت صاحب کا بہت مخلص اور مرید ہے۔ جدہ میں ابو بکر تاجر
میرے واسطے ایک دعا مانگے۔ ایک تو خصوصیت سے الحمد
ربنا اتنا عرض کر دے۔ اس کے دونوں کے معنی ہوا اس نے دل میں
رکھے میں وہ پڑھے ہو جاویں۔ بار بار ان کے اول و آخر اور ستون
میں نماز والا درود بڑی توجہ سے پڑھے۔

ضرورت زمانہ

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے
قادیان کو جس قدر شیوخ دئے ہیں باقاعدہ بس تو مسلم رہ سکے سب کا
جماعت میں قابل قدر وجود ہیں ان لوگوں میں سے ایک شیخ عبدالرحمٰن
صاحب بھی ہیں ماسٹر صاحب کی نیک ستار طبیعت اس بات سے خالی نہیں
رہ سکتی کہ وہ اکناف عالم میں اسلام کی تبلیغ کے لئے کوئی وقت نہ
نکالیں آپ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں اختیار الاسلام ترجمہ
تعلیم الاسلام۔ سچے مذہب کی شناخت۔ عیسائی مذہب کی حقیقت
اسلام کی پہلی کتاب ناظرین دیکھ چکے ہیں۔ اب آپ نے ایک اور کتاب
لکھی ہے جس کا نام ہے ضرورت زمانہ۔ دو سو صفحہ کی ڈیمی کاغذ پر نہایت
خوشخط سرکاری کتب کی تقطیع پر چھپوائی گئی ہے یہ تو ظاہری شکل
کا حال ہے اب جو مضمون ٹھیک ہو نو ملی نور۔ یہ ایک سوال اور
اس کا جواب پڑھ کر مصنف کے لئے دعا نکلتی ہے اور میرے دل کی
پر ایک کیفیت طاری ہوتی رہی ہے۔ سوال وہ سوال ہیں جو
آجکل معرض بحث میں رہتے ہیں اور جن کی بنا پر ہندو اور آریہ سکولوں
کے مسلمان طلبۃ العلم گمراہ ہوتے رہتے ہیں یا کم از کم موجودہ تعلیم اور
سوسائیٹیوں سے متاثر ہو کر اپنے مذہب سے جاہل رہتے ہیں یا کچھ سروکار
یا دلچسپی نہیں رکھتے۔ ماسٹر صاحب کا نہ صرف اسلامی سکولوں کے
طالب علموں پر بلکہ میرے خیال میں تمام اردو دان اسلامی دنیا
(کیونکہ آخر سب کے بچے ہیں) پر ایک بڑا بھاری احسان ہے جس کے
لئے ضروری ہے کہ ان کی اس تصنیف کی قدر دانی کی جاوے اور
اسے ہاتھوں ہاتھ خرید لیا جاوے۔ مضامین کے لحاظ سے ہر ایک
نہایت ہی کم قیمت ہے جو ذرا بھی گراں نہیں گزرے گی۔ آپ نے امن کا
کو عام رکھنے کے لئے کسی اندرونی مذہبی اختلاف کا ذکر نہیں کیا بلکہ
صرف اصولی بحث کی ہے اور اس زمانہ کے آخری نبی کی تصانیف سے
بعض سوالوں کے لئے نہایت عمدہ انتخاب کیا ہے احمدیوں کے لئے تو یہ
کتاب اس نقطہ خیال سے بھی قابل قدر ہے کہ وہ اپنے امام کی اسلامی
خدمات کا بہت کچھ حصہ اس میں دیکھ سکتے ہیں۔ بعض سوال کہ کیا گو

دفتر اخبار بدر سے خرید کرو

شہادت الفرقان ۔ مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی کتاب شہادت القرآن کا دندان شکن علمی جواب ۔ قیمت ۲؍

معیار الصادقین ۔ راستبازوں کی پہچان کے اصول مسیح موعودؑ کے دعاوی کا ثبوت ۔ قیمت ۳؍

ظہور المسیح ۔ اکثر مخالف کتابوں کے اعتراضوں کے جوابات وفات مسیح اور حضرت کے دعاوی کی نسبت کامل آیت استخلاف کی عجیب تفسیر کی گئی ہے ۔ قیمت صرف ۶؍

سر الشہادتین ۔ مصنفہ مولانا فاضل امروہی مولوی سید محمد احسن صاحب مولانا مولوی عبد اللطیف صاحب شہید کی پیشگوئی سورہ یٰسین سے قیمت صرف ۱؍

عصمت انبیاء ۔ ان آیات کی صحیح تفسیر جن سے نادان انبیاء کا گنہگار ہونا سمجھتے ہیں ۔ قیمت ۶؍

چشمہ مسیحی ۔ حضرت اقدس کی تصنیف جو اور کہیں نہیں ملتی ۔ قیمت ۳؍

آئینہ صداقت ۔ حضرت اقدسؑ کی وفات پر نہایت عجیب رسالہ قیمتہ ۱؍

مبادی الصرف ۔ صرف عربی زبان سیکھنے کے لئے مختصر و جامع رسالہ تصنیف حضرت امیر المومنین ۔ قیمت ۲؍

الاستخلاف ۔ شیعوں کا رد قرآنی آیات سے ایک نئی طرز میں ۔ قیمت ۲؍

البرہان الصریح ۔ پنجابی نظم میں دلچسپ ۔ قیمت ۱؍

شہادت آسمانی حصہ اول و دوم ۔ قیمت ۶؍

مورکہ سیدھ ۔ مسیح موعود کی وفات پر جو اعتراض ہیں ان کے جوابات قیمت ۱؍

نادر موقعہ

آپ صاحبان کی سہولت و آرام کے لئے ہم نے انتظام کیا ہے کہ آپ ضلع گجرات کا تازہ عمدہ گھی و صابن و شربت ہر قسم و معجون دافع ضعف معدہ و باہ فی تولہ ۱۲؍ و عرق دافع بخار ملیریا فی بوتل ۸؍ و دیگر ہر قسم کے دیسی و عمدہ عمدہ مرکبات و مفردات اور ظروف گجرات کی ساخت کے عمدہ مضبوط جو تے نہایت واجبی قیمت پر خاکسار سے منگوا ئیں ۔ الراقم ۔ خاکسار پیر برکت علی احمدی کمیشن ایجنٹ رمل منڈی گوگجرات

جے پور کا مشہور عالم قلاقند و دیگر اشیاء

جے پور اپنے مشہور و معروف قلاقند کے لئے دور دور مشہور ہے ۔ لوگ اسے بطور سوغات و تحائف دور دراز جگہوں میں بڑے شوق سے لے جاتے ہیں اس کی اعلیٰ خوبیاں وہ حضرات جان سکتے ہیں جنہوں نے اس کا ذائقہ چکھا ہے میں احمدی برادران کی خدمت میں یہاں سے بھیجنے کا خاص انتظام کیا ہے اگر کسی صاحب کو ضرورت و شوق ہو تو مطلع کریں ایک روپیہ میں ڈیڑھ سیر علاوہ محصول پارسل و پیکنگ نہایت اعلیٰ قسم کا روانہ ہوگا اس کے علاوہ جیپور عنبر کے عجائبات زین سفیدہ ۔ پتھر کا سامان مثل گلاس جام کی پیالیاں وہاں کے نفائس روانہ کیا جاتا ہے جس بھائی کو ضرورت ہو مطلع فرماویں ۔

ایک تسلی بخش ذریعہ

یہ بات مشہور ہے اور سب لوگ جانتے ہیں کہ پنجاب اور ہندوستان میں گوجرانوالہ ہی ایک ایسا شہر ہے کہ جہاں اعلیٰ درجہ کی آہنی الماریوں ۔ صندوقوں اور تجوریوں کے بہت سے کارخانہ ہیں اگرچہ میں خود نہ تو لوہار ہوں اور نہ یہ کام اپنے ہاتھوں سے کر سکتا ہوں لیکن ایک کارخانہ کے ساتھ سالہا سال سے خاص تعلق ہونے کے باعث مجھے اس کے بہت سے نیک و بد سے اطلاع ہے ماسوا اس کے مالک کارخانہ بھی اچھا آدمی ہے اس لئے میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر کسی بھائی کو آہنی الماری یا آہنی صندوق وغیرہ کی ضرورت ہو تو دل کی تسلی سے میری معرفت مال مطلوبہ منگایا کریں انشاء اللہ تعالیٰ حسب خاطر مال روانہ کیا جایا کرے گا ۔ نیز واضح ہو کہ اگر کسی صاحب کو پہلے بطور تخمینہ الماریوں وغیرہ کے نرخ سے واقفیت حاصل کرنی ہو تو کارڈ کے آنے پر ہم فہرست کارخانہ بھیج دیں گے ۔

علاوہ ازیں میں نے اپنی نگرانی میں صابن کا ایک چھوٹا سا کارخانہ کھولا ہے جس میں دیسی صابون اور انگریزی صابون عمدہ عمدہ قسم کے طیار ہوتے ہیں جو صاحب صابون کی تجارت کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہوں وہ مجھ سے خط و کتابت سے تصفیہ کر کے فائدہ حاصل کریں ۔

المشتہر ۔ حکیم محمد الدین دروازہ ویسہ سنگھ ۔ گوجرانوالہ

ست سلاجیت گلگتی

یہ پہاڑی مومیائی ہمارے ایک معزز قابل اعتبار دوست گلگت کے پہاڑوں سے لائے ہیں بدن کی تمام قوتوں کے واسطے یہ دوائی عجیب خاصیت رکھتی ہے یہ کوئی مرکب نسخہ نہیں جس کے اجزا مخفی ہوں بلکہ یہ ایک قدرتی دوا ہے جس کی تعریف طبی کتابوں میں مندرج ہے ناظرین خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں محیط اعظم کی عبارت فارسی ہم نقل کر دیتے ہیں ۔ مقوی جمیع اعضا ۔ نافع صرع ۔ مشہی طعام ۔ قاطع بلغم و ریاح ۔ دافع بواسیر ۔ جذام ۔ استسقاء و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت و فساد و بلغم و قاتل کرم شکم ۔ مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی ۔ یبوست و اوجاع مفاصل وغیرہ وغیرہ بلکہ محیط اعظم میں یہاں تک لکھا ہے کہ یہ ایک تریاق ہے کہ اگر انسان پورے لوازمات سے استعمال نہ کرے تو کبھی بوڑھا نہ ہو ۔ خیر یہ تو مبالغہ ہی معلوم ہوتا ہے مگر اس میں شک نہیں کہ بہت ہی مفید شے ہے بقدر دانہ نخود دودھ کے ساتھ صبح کی وقت استعمال کریں ۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ ۔ اور دو تولہ کی قیمت ۱۲؍ ۔ تولہ سے کم روانہ نہ ہوگی ۔

مفتی محمد صادق عفی اللہ عنہ ۔ اڈیٹر بدر

مصدقہ حضرت خلیفۃ المسیح

شاہی طبیب حاذق مولوی حکیم نور الدین صاحب کا مجربہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

خدا کی دی ہوئی نعمتوں میں سے آنکھیں بڑی نعمت ہیں اور آجکل کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے ہیں ۔ کہ عام طور پر لوگ آنکھوں کی بیماریوں میں مبتلا ہیں نوجوانوں کو دیکھو وہ بھی عینک لگائے پھرتے ہیں اور ضعف نظر کی عام شکایت ہے اس لئے میں نے بڑی محنت سے اصلی ممیرا جو امراض چشم کے لئے مسلم مفید چیز ہے ۔ حاصل کیا ہے اس کے اصل ہونے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تصدیق فرمائی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاندان طبی لحاظ سے بھی ایک ممتاز خاندان ہے اور اس پہلو سے بھی آپ کی تصدیق بےنظیر ہے اور علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے تصدیق فرمائی ہے کہ یہ اصلی ممیرا ہے ۔ اور ممیرا حاصل کرنے کے بعد میں نے حضرت مولوی صاحب کے مجرب اور ہزارہا مریضان چشم پر آزمائے ہوئے سرمے کے نسخہ کو آپ کی ہدایت کے موافق ترکیب سے کر طیار کئے ہیں اور اب فائدہ عام کے لئے مشتہر کرتا ہوں اور چونکہ یہ تین مختلف نسخے ہیں اس لئے ہر ایک کی قیمت جدا جدا ہے ۔

قیمت سرمہ اول قسم ۶؍ ۔ قسم دوم ۸؍ ۔ قسم سوم ۱۲؍ ۔ قیمت ممیرا قسم اول ۲۰؍ ۔ جس کو لوگ اڑھائی سو روپیہ فی تولہ پر فروخت کرتے ہیں ۔ قسم دوم ۱۰؍ ۔ اگر اصلی ممیرا نہ ہو تو واپس کر کے قیمت لے لو ۔

علاوہ ازیں میرے پاس ہر قسم کی لنگی ۔ پشاوری ۔ زری ۔ ریشمی سادہ ۔ سوتی ۔ زرد ۔ سفید ۔ سیاہ ۔ بادامی ۔ مشہدی ۔ افسری نیکہ ٹسری (جس کو لوگ ریشمی کہتے ہیں ۔) وغیرہ وغیرہ دو روپیہ سے لے کر بائیس روپے تک کی میرے پاس موجود ہے اور نیز کلاہ ہر قسم ۔ زری ۔ سادہ ۔ پشاوری اور ٹوپی رومی بھی موجود ہے درخواست آنے پر مال بذریعہ وی پی ارسال کیا جاتا ہے ۔ جو چیز پسند نہ ہو معقول وجہ بیان کرنے پر خریدار کو واپس کرنے کا اختیار ہو ۔ لیکن محصول ڈاک (خرچ آمد و رفت) بذمہ خریدار ہوگا

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر از قادیان ضلع گورداسپور

مُسدّس ثاقب مالیرکوٹلہ جو انجمن احمدیہ شملہ کے جلسہ یکم اگست ۱۹ءکو پڑہی گئی

شملہ والو! ہو مبارک تمکو بزم یکدلی   باہمی سچی مُرّوت اور صلح و آشتی
بہائیون کی سی محبت اور ربط و دوستی   بیٹھنے اُٹھنے مین ہر حالت مین صدق و راستی
آنیوالے کو تم آنکھوں پر بٹھا لیتے ہو تم
بڑھ کے آگے پیار سے سر پر اُٹھا لیتے ہو تم

آنیوالے مین اگر ہو رنگِ احمدؐ آشکار   فیض احمدؐ جو ہے بن کے ابر کوہسار
اور ہو رنگین بیانی مین برنگِ نو بہار   اُس کے دم سے آئے ہر لحظہ ہوا خوشگوار
خیر مقدم کے لئے آنکھیں بچھا دیتے ہو تم
اس کے سر پر نقد دل اپنا لُٹا دیتے ہو تم

ہے کسی کی ذات مین برکت علی کی جلوہ گر   عمر دین کے فیض سے ہے کوئی نخل پرثمر
ہے کسی کی بات مین فضل الٰہی کا اثر   نام گنتے جائین کہانتک تم ہو سارے نامور
کوئی ہے عبد الحمید اور کوئی ہے عبد الرشید
تم ہو سب پروانہائے شمع قرآن مجید

جان دیتے ہو خدا کے نام اور پیغام پر   جیسے احمدؐ پہ عاشق اور اسکے کام پر
مرتے ہو سو جان سے تم بانیٔ اسلام پر   بھیجتے ہو رحمتین احمدؐ کے پیارے نام پر
حامیٔ اسلام ہو تم اور بڑے پُر جوش ہو
دین کی عقل مجسم ہو سراپا ہوش ہو

تم سے ہے شاداب خندان احمدیت کا چمن   باغ ہے دین خدا تم عندلیب نغمہ زن
ہے تمہاری ذات سے گلشن کا سارا بانکپن   آتین ہین شکرین تم طوطئے شکر شکن
کوہ شملہ پہ روان سرچشمہ اسرار ہے
ظاہر و باطن عجب گلزار مین گلزار ہے

اے بزرگو اے عزیزو اے مکرم دوستو   بات اک ہم پوچھتے ہین گوش دل سے سب سنو
سوچ کر اس کا جواب خوب تم ہم سے کہو   بات ہو پوری پتہ کی اور سچ ایسا نہو
جلد بازی مین مجھے دے جاؤ کچھ کا کچھ جواب
سُن کے رہ جاؤن پریشان اور حیران احباب

تم مین کیون ہے اتنی اُلفت تم مین کیون ہے اتحاد   کیون سمجھتے ہو محبت کو بنائے ہر مراد
کیون ہے یہ حُسن ارادت اور حُسن اعتقاد   کیون یہ کشت دل مین ہے بویا گیا تخم وداد
کیون یہ حد سے بڑھ کے تم آپس مین اتنے دوست ہو
سچ بتاؤ کیون سراپا مغز ہو بے پوست ہو

رشک آتا ہے تمہاری دوستی پر دوستو   یہ بھی خواہی کہان سے آئی دل مین بہائیو
اتنی اُلفت یہ محبت کیون ہے آخر سچ کہو   بھائی بندی کس طرح پیدا ہوئی بتلاؤ تو
کس طرح سمجھین کہ تم مین کیون محبت آگئی
خون کے پیاسون مین کیون اتنی اخوت آگئی

مدتون اک دوسرے کا خون تم کرتے رہے   اختلافی مسئلون پر کٹتے اور مرتے رہے
ہاتھ اپنے خون یکدیگر سے تم بھرتے رہے   خانہ جنگی مین برابر جیتتے ہہرتے رہے
یا گراتے ہو تم آپس مین پسینوں پر لہو
تندخوئی چھوڑ کر کیون ہوگئے اب نیکخو

ایک ہے قرآن سب کا ایک ہی اسلام ہے   ساری دنیا کو اخوت کی صلاء عام ہے
سب کے دل مین اور زبان پر اک خدا کا نام ہے   قوم مین وحدت ہو پیدا بس اسی کا کام ہے
گورے کالے کا کوئی اب تفرقہ تم مین نہین
بندے اور آقا کا کوئی خرخشہ تم مین نہین

لوٹتے ہو رات دن سچی محبت کے مزے   اس جہان مین بادۂ گلرنگ وحدت کے مزے
جام کوثر کے مزے انہار جنت کے مزے   بس اسی عالم مین فرحت اور راحت کے مزے
معرفت کے بادۂ رنگیں سے کیون مسرور ہو
مل گئی اتنی کہان سے اتنے کیون مخمور ہو

سوجھتی ہے عرش کی ہے عرش اعظم پہ دماغ   دل یہ کیون مسرور ہے اور طبع کیون ہے باغ باغ
سر مین کیون روشن دماغی کا ہے نورانی چراغ   دیکھ کر رنگین خیالی غیر کے دل مین ہے داغ
ہم نہین ہین ٹلنے والے بات کے سمجھے بغیر
ہم نہین ہین ہٹنے والے یاں سے کچھ دیکھے بغیر

رنج مین رہتے ہو شادان غم مین رہتے ہو نہال   پڑھ کے اک لاحول کر دیتے ہو غم کو پائمال
درد و زحمت مین نظر پڑتے نہین ہرگز نڈھال   دکھ مین سکھ مین حمد گویان ہے تمہارا بال بال
کوہ غم آکر گرے تم پہ تو جم جاتے ہو تم
بن کے صرصر آئے بہی آفت تو تھم جاتے ہو تم

حلم و استقلال مین تم بن کے رہتے ہو جبال   گرم رو تر برق تابان ہے تمہارا خیال
ہے اولوالعزمی تمہاری باصر مرکی مثال   چال چھپائے کوئی ۔ تم دم مین آئے کیا مجال
دینداری مین بڑے ہی چُست ہو چالاک ہو
دشمن دین کے لئے سفاک ہو بے باک ہو

غیر کا کیا حوصلہ ہے تم پہ منہ آئے بھلا   غیرت دین کو تمہاری ہر کوئی ہے جانتا
ان کا دل گردا کہ کہہ جائے تمہین منہ سے بُرا   ہے تمہاری بات کا ہر کوئی لوہا مانتا
دین کی پیکار مین بس مرد میدان ہو تمہین
بہاگتے ہین تم سے سب شیر نیستان ہو تمہین

تم مین اتنی جرأت و شوکت کہان سے آگئی   عزم و فن کی تم مین یہ دولت کہان سے آگئی
تم مین اتنی قوت و طاقت کہان سے آگئی   قوت مردانہ اور ہمت کہان سے آگئی
کیون نہین کہتے کرشمے ہین کسی کے فیض کے
یہ ہماری جرأتین ہین اک جری کے فیض سے

وہ خدا کا نیک بندہ اپنے مولا کا ہون سلام   جیسے دوران وہ تہا اپنے زمانے کا امام
جو صفاء صدق سے تہا پیارے احمدؐ کا غلام   جس کے اُٹھنے سے کف افسوس ملتے ہین تمام
رشتہ وحدت مین تم کو کر گیا ہے ایک قوم تو
کر کے تم کو ایک پیدا کر گیا ہے نیک قوم

قوم تھی بیگانہ ہستی خدا سے الامان   مٹ چکی تھی دینداری کو نہ تہا باقی نشان
بنکدون بت کعبۂ دل مین تہے پیدا و نہان   نام تہا اسلام کا کہنے کو زیر آسمان
ہستی باری کا کچھ دل مین یقین باقی نہ تہا
راستبازی کا نشان ہرگز کہین باقی نہ تہا

کفر کی ظلمت دلون پر چھا گئی تہی ہر کہین   تہین بھلائی جاتی سب آیات قرآن مبین
تیرہ و تاریک تہی بدکاریون سے سب زمین   تہے ملائے جاتے احکام خداوند متین
آسمان پہ اُڑ کے جا پہونچے تہے قرآن کے حروف
تہے بہت اونچے ثریا سے ہی ایمان کے حروف

فتنۂ دجال سے دنیا میں اک کہرام تہا   سر مین بس عیسیٰ پرستی کا خیال خام تہا
دین کا ماتم تہا باقی اک خدا کا نام تہا   بہاگتے تہے نور سے ہر ایک کو سرسام تہا
جوق جوق آئے تہے سب کیش چلیپا کی طرف
فوج فوج آتے تہے سب دین نصاری کیطرف

اس پریشانی مین آئی غیرت حق جوش مین   بیکسون کی بیکسی پر رحمت حق جوش مین
قدرت حق جوش مین اور شوکت حق جوش مین   عزت حق جوش مین اور سطوت حق جوش مین
قادیان مین اس نے اک مرد خدا پیدا کیا
ظل احمد جیسے معجز نما پیدا کیا

اس نے دہریت مٹائی اور کیا اعلان حق   پھونک دی عالم کے تن مین اس نے آکر جان حق
چار سو دہر مین جاری کیا ذیان حق   جان و دل سے مال و زر سے وہ ہوا قربان حق
ہستیٔ حق کے لئے قائم کئے زندہ نشان
اس کے دم سے ہو گئے زندہ ہزارون نوجوان

اس نے بخشا ہم کو جام بادۂ آبحیات   ایسا شیرین جس کے آگے پانی ہو جائے نبات
پی کے جسکو تشنگی سے مل گئی سب کو نجات   شان مین جس کی کہا قرآن نے عذبٌ فرات
زندۂ جاوید اس نے کر دیا اسلام کو
اور روشن کر دیا دین خدا کے نام کو

پائمال اس نے کیا عیسائیت کے زور کو   اس نے بینا کر دیا عالم کی چشم کور کو
کر دیا اس نے فرو دجالیت کے شور کو   کھود کر دکھلا دیا عیسائیون کی گور کو
تھی مسیحائی یہی ۔ اس نے چلیپا توڑ دی
ضربۂ اعجاز سے پشت نصاری توڑ دی

کر گیا اغیار کو وہ دم بخود اور لاجواب   کارنامے اسکے دنیا مین ہین بیحد و حساب
ہم کو وہ سمجھا گیا قرآن سی روشن کتاب   مختصر یہ ہے کہ دنیا سے گیا وہ کامیاب
ثاقب اُس کی رُوح پر نازل ہو صدہا رحمتین
دیگیا جو ہم کو آکر دین حق کی نعمتین

رباعیات و مسدس ثاقب

جو فخر قوم جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے ہر سہ لکچر ہائے شملہ کے قبل ۹ اور ۱۶ ، ۱۷ اگست کو پڑہی گئی ۔

رنجور تیرے در سے شفا پاتے ہین   بیمار ترے گھر سے دوا پاتے ہین
اے پیارے نبی رہنمائی سے تری   بھولے ہوئے سب راہ خدا پاتے ہین

(باقی دیکھو صفحہ ۱)

اسلام جو زندگی بخش مذہب تہا وہ اب مُردہ اور دوسرے مذاہب کی طرح آمین بھی صرف زبانی جمع خرچ باقی رہ گیا ہے۔

دوسری خدمت اسلام ان لوگون کی ہم نے یہ دیکھی ہے کہ انصارِ دین کو ان لوگون نے ملحد۔ دجال۔ کافر اور بے ایمان کہا اور ان لوگون کا ساتھہ دیا۔ جو اعدار الرسول تھے اور سچے پکے خادمان رسول کو اسلام سے خارج بتاکر ان پر سینکڑون مفتریات قائم کئے۔

تیسری خدمت اسلام انہون نے یہ کی کہ جہان اشاعت کے لئے احمدیہ سلسلہ کے لوگ جاوین غیر مذہب والون کے ساتھہ ملکر یہ ان کی راہ مین روڑا اٹکادین۔

چوتھی خدمت اسلام ان کی یہ ہے کہ جو لوگ ہزارون ہزار روپیہ اشاعت اسلام کی راہ مین یوروپ اور دیگر ممالک مین تبلیغ اسلام کے لئے خرچ کرین اون کو عبدالدرہم و الدینار کہین۔ اور خود ان کا یہ حال کہ راول پنڈی اور وزیر آباد یا پنجاب و ہندوستان کے کسی موضع مین ان کو کسی خدمت کے لئے بلایا جاوے تو یہ کہین کہ ہماری فیس بھیجدو تو آتے ہین ورنہ تم جانو اور تمہارا کام۔

پانچوین خدمت اسلام ان کی یہ ہے کہ کسی خادم دین کی دو کتابون کو آگے رکھو اور تیسری لکھہ کر اپنے نام سے نولکشور اور گلاب سنگھہ کے اصول پہ شائع کردو۔

چھٹی خدمت اسلام ان کی یہ ہے کہ جو جدا جدا پارٹیان بنی ہین ان کے تفرقہ کے بڑہانے مین کوشش رکہو تاکہ اخبار اور کتابون کی تجارت قائم رہے۔

ساتوین خدمت اسلام ان کی یہ ہو کہ اگر اخبار کے لئے مضمون نہین ملا تو ندوہ کے ایڈیٹرین کی غلطیان نکالو۔ اور اگر یہ نہ ہو ایک نیا نسادہ قائم کیدو اور نعلو بین وبانٹے کتابون کی تجارت کرتے جاؤ۔

آٹھوین خدمت یہ کہ شیاطین الانس سے راستبازون پہ پتھر پھینکواتے جاوین۔ علی ہذا القیاس! یہ بات ہم پہ خوب واضح ہے کہ ثناء اللہ کیا خدمت اسلام کر رہا ہے ثناء اللہ کی تصنیف اور اس کی تحریرین ہم سے مخفی نہین اس لئے ہند و پنجاب کے وہ رہنے بھی ہمین معلوم ہین اگر اس کو کچھہ بھی خدا کا خوف ہوتا تو یہ ناپاک کلمہ مساوات منہ سے نہ نکالتا کہ مرزا صاحب کے مقابلہ مین میری خدمت اسلام بڑہی ہوئی ہے۔ مرزا صاحب نے اسلام کی جو خدمتین کی ہین اور جو جماعت آپنے اپنے بعد اشاعت اسلام اور تبلیغ حق کے لئے چھوڑی ہے اس کو دیکھہ کر سوائے ...... خاک بدہنش کے ثناء اللہ کے حق مین کچھہ نہین نکلتا۔

ثناء اللہ کا یہ لکھنا کہ مین نے آرین لوگون کی کتابون کی کتابون کے جواب لکھے کہان تک قابل فخر ہے اس کے لئے خود اس کی کتابین شاہد ہین۔ کہ ان مین کیا رکہا ہے اور اگر کچھہ حصہ ہے تو وہ کہان سے لیا ہے مین تو یہ خیال کرتا ہون بجائے اس کے کہ اس کتابون سے کسی شخص کو فائدہ پہونچتا۔ اُس نے آریہ لوگون سے مباحثات مین بدزبانی کی تعلیم پاکر پاکون کو گالیان دینا سیکہا ہے اور بدگوئی مین بہت سا کمال حاصل کرلیا ہے۔

بعض اُن ناواقفون کے لکھدینے یا کہدینے سے جن کو صحیح و سقیم اور ردی اور جید مین فرق نہین یا بعض ان حجرہ نشین مُلّایان مساجد کے تعریف کرنے سے جن کو کسی باکمال کی تصنیف دیکھنا اور اس زمانہ کے مجدد اسلام کی تحریرات کا پڑہنا نصیب نہین ہوا ثناء اللہ کا اپنے آپ کو شیر پنجاب اور خادم دین اور مجدد وقت تصور کرنا عجیب نادانی اور جہالت ہے۔ مین یقین کرتا ہون کہ اگر ثناء اللہ کی تمام تحریرات کا خلاصہ نکالا جاوے۔ جن پر کہ ان کو آرین کے مقابلہ مین لکھنے کی وجہ سے اتنی تسلی پیدا ہوئی تو وہ سارے کا سارا بھی اس قابل نہین کہ

حضرت مرزا صاحب تو کجا ؎
چہ نسبت خاک را بعالم پاک ۔

حضور کے خادم نورالدین کی ایک کتاب تصدیق براہین یا نورالدین کے مقابلہ مین بھی وہ ایک پاسنگ کے برابر ثابت ہو اگر ثناء اللہ اس کا موازنہ کرنا چاہے تو اسے مناسب ہے کہ اپنے اور نورالدین کے راحت بخش جوابات پر ہی غور کرے پھر جس قدر ثناء اللہ کے مضامین مین نے دیکھے ہین ان میز ایک اوباشانہ رنگ بھرا ہوا ہے ان مین کوئی روحانیت نہ جذب نہ خصم کے لئے مسکت۔ محض ایک خشک استخوان کی طرح ہین۔ پس ایسی تحریرون پر اُس مجدد اسلام کے مقابلہ پر ایسی گستاخی کرنا نہائت ناجیہانہ بات اور بے حیائی کی علامت ہے جس خادم رسول اور محب اسلام نے اپنی کمال روحانیت اور پاک تعلیم اور توجہ تام سے کئی لاکھ کی جماعت کو دین قیم پہ قائم کرکے تمام اعتقادی غلطیان دور کرین اور ان کے اندر ایسی علمی اور عملی طاقت پیدا کردی کہ ان مین اشاعت حق اور تبلیغ دین کے لئے ایک قسم کا سٹیم بھر دیا۔ اور بھی بہت سے کافرون کو دین اسلام مین داخل کیا اور خدمت دین کے لئے وہ بنیاد ڈالی جس کی برکت سے آج ہزاران روپیہ خدمت دین مین صرف کیا جاتا ہے اور تمام ممالک یوروپ مین اسلامی تعلیم کو پھیلانے کی غرض سے پوری کوشش ہو رہی ہے اور اس وقت تک کئی انگریز دین اسلام مین آچکے ہین۔ پس اگر مولوی ثناء اللہ کے پاس بھی کوئی ایسا بین عملی ثبوت خدمت اسلام کا ہے تو اُسے چاہیئے کہ ظاہر کرے تاکہ معلوم ہوجاوے کہ درحقیقت اس نے کوئی خدمت دین کی ہو صرف زبان درازی اور بدگوئی مین کمال حاصل کرلینا اور ناقص العقلون کی طرح لن ترانیان کرنا تو اُس کو آسان ہے بات جب ہو کہ وہ کوئی عملی نمونہ بتائے۔

پھر علاوہ اس کے آریہ سماج کے مقابلہ مین جو تصنیفات بھی آپکی ہین لن کے ساتھہ اس نادان کی تصنیفات کے متعلق مقابلہ کا خیال کرنا بھی سعیت معلوم ہوتا ہے حضور نے اس باطل مذہب کے متعلق وہ کاری حربے چلائے ہین سے ان کا سر کچلا گیا مگر نہ معلوم یہ کیا بدسرشت انسان ہے کہ ناحق ایسی بیہودہ نقلیان کرتا اور ڈینگین مارتا ہے۔ مین حیران ہون اگر یہ شخص آریہ سماج کے علاوہ کسی اور کے ساتھہ مقابلہ کرتا یا کوئی تصنیف کرتا۔ تو نامعلوم اپنے آپ کو کیا سمجھنے لگتا اس سے یہ بھی پوچھنا چاہیئے کہ تم نے عیسائیون کے مقابلہ مین کیا خدمت کی۔ دہریہ۔ برہمو سکھہ اور دیگر باطل مذاہب کے متعلق کیا لکھا اور ان کے مقابلہ مین کیا خدمت اسلام کی ہے حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات سے براہین احمدیہ حقیقۃ الوحی۔ چشمۂ معرفت۔ سرمہ چشم آریہ۔ جنگ مقدس وغیرہ ایسی بے نظیر کتابین ہین کہ جن کا مثل نہین مگر معلوم یہ اسلام کے دشمن دوست نما خدمت اسلام کس چیز کا نام رکھتے ہین۔

یہ امر بھی قابل نوٹس ہے جو اس نے اسی اخبار مین لکھا ہے کہ مین پوری کتابین نہین پڑہتا صرف اسی قدر حصہ پڑہتا ہون۔ جو نکتہ چینی کے لئے ضروری ہے کیونکہ جب اس نے بقول خود کتابین ہی نہین پڑہین تو پھر اس کا دعوے تحقیق متعلق حضرت اقدس محض جھوٹ ہی۔ جیسا کہ اُس نے الہامات مرزا وغیرہ مین لکھا کہ مین نے پوری تحقیق کی ہے اور آپکی کتابون کو پڑہا ہے اور یہ بات اس لحاظ سے بھی قابل غور ہے کہ جس شخص نے بقول خود سلسلہ کے بانی اور آپکے اتباع کی کتابین ہی نہین پڑہین وہ کس طرح یہ کہہ سکتا ہے اور اس کی یہ بڑ کہان تک قابل التفات ہے کہ مین مرزا صاحب سے اسلامی خدمات مین بڑھ کر ہون کیونکہ جب عملی ثبوت تو اپنی خدمت کا ثناء اللہ کوئی پیش نہین کرسکتا جیسے کہ حضرت اقدس کی اسلامی خدمات کا ثبوت حضور کی ساری جماعت ہے اور جس مین ثناء اللہ جیسے سینکڑون ہین۔ الآن مین زبان درازی اور بدگوئی اور دشنام دہی اور گندی فطرت اور اس قسم کو قابل قدرین اوصاف نہین۔ اور بقول خود تصانیف کو پڑہا نہین جس سے اس کو آپ کی تحریری خدمات کا اندازہ ہوسکتا تو کیونکر بغیر پڑہے یہ دینے کا استحقاق رکھہ سکتا ہے کہ میری خدمات اسلام بڑہی ہوئی ہین اگر ثناء اللہ کو شک ہو تو چاہیئے کہ حضور کی تصنیفات اور آپ کی جماعت کی تحریری مضامین کی فہرست ایک کالم مین اور اپنی تصانیف کی مضامین کی فہرست (جس پر اس کو دعوی جنون پیدا ہوا کہ میری اسلامی خدمت بڑھ کر ہے) ایک کالم مین اپنے اخبار مین شائع کرکے اپنے ناظرین اخبار سے پوچھہ لے۔ تاکہ اس کو اپنے جنون کا پتہ لگ جاوے اور اگر صرف فہرستون کی ملاحظہ سے خود ہی اپنی غلطی سمجھہ آجاوے تو ہم اس کو یہ رعائت دین گے کہ تم مرزا صاحب کی اسلامی خدمات کے مقابلہ مین اپنے

ساتھ اونہیں جلسون کی خدمات کو بھی جمع کر کے موازنہ کرو تاکہ تمہین واضح ہو جاوے کہ مرزا صاحب نے اس زمانہ مین کیا خدمت اسلام کی ہے۔

اپنے مضمون مین ثناء اللہ نے مباحثہ دیوریا کو بھی اپنی ایک اعلیٰ خدمت اسلام لکھا ہے۔ اس وقت یہ تذکرہ ترک کر کے کہ اس مباحثہ مین اوس کے اور کون کون لوگ مددگار تھے اور آیا کسی احمدی کا بھی اس مدد مین کوئی حصہ تھا یا نہیں یہ امر دریافت طلب ہے۔ کہ آیا مباحثہ ان کامیابیون کے مقابلہ مین جو حضرت مرزا صاحب کو جلسہ مہوتسو یا جلسہ آریہ سماج لاہور یا پنڈت لیکھرام کی چھ سالہ کشتی اور مباحثہ ہوشیار پور یا مباحثہ امرتسر اور ان جلسون کے مقابلہ مین جو سیالکوٹ۔ لاہور۔ لودیانہ وغیرہ ہوئے کچھ حقیقت بھی رکھتا ہے یا نہین۔ حضور کی ذات تو خیر ارفع و اعلیٰ تھی۔ حضور کے خادمون کو کلکتہ۔ راول پنڈی۔ فیروز پور شملہ وغیرہ مین جو بھی فتوحات ہوئین اونہین کے ساتھ مباحثہ دیوریا کا موازنہ کرے خلاصہ یہ کہ جہان تک دیکھا جاوے ثناء اللہ کا یہ قول کالبول کہ مرزا صاحب سے میری خدمات بڑھی ہین اور یا شکر گزاری کی ہے اور آپ کے سلسلہ کی تصانیف و تحریرات سے کوئی استفادہ نہین کیا۔ بالکل خلاف واقع اور بہتان عظیم ہے۔ والسلام خیر الختام

فضل الدین از لاہور۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۸ء

بدر خواتین

جناب اخویم مکرم مفتی محمد صادق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگرچہ مین مضمون نویس نہین ہون اور نہ ہی مجھے کبھی کسی اخبار مین مضمون لکھنے کا موقعہ ملا ہے اور نہ ہی مین نے باقاعدہ کسی سکول یا درس مین تعلیم پائی ہے صرف اپنے سرتاج کی مہربانی اور اپنے شوہر کے بھائی ڈاکٹر غلام دستگیر احمدی کی عنایات سے کچھ کچھ مطالعہ کیا ہے اس لئے اگر میری عبارت مین کسی قسم کی غلطی ہو تو میری معزز بہنین مجھے معاف فرما دین گی۔ یہ صرف اہلیہ اکمل کی جادو بیانی و حوصلہ افزائی نے مجھے جرأت دلائی ہے کہ مین اپنے ٹوٹے پھوٹے خیالات کا اظہار کرون اگرچہ مین کچھ عرصہ بدر کے کالمون مین اس انجمن مستورات کے جلسہ کا ذکر پڑھتی ہون جو کہ میری قابل بہن مسز اکمل نے بنائی ہے مگر اس مین سوائے اہلیہ اکمل و اہلیہ ملک کرم الٰہی کے اور بہت مضمون دیکھنے مین نہین آئے مین جہان تک جانتی ہون بہت سی بہنین وا اِلّا مان مین مضمون لکھنے کے قابل ہین۔ مثلاً مبارکہ بیگم دختر نیک اختر حضرت مسیح موعود (میری جان انپر فدا ہو) دختر پیر منظور الٰہی صاحب سعیدہ۔ اہلیہ مخدوم زادہ محمد اشرف۔ اہلیہ ہر دو صاحبزادگان حضرت اقدس غرضیکہ ہر ایک خاتون کو خامہ فرسائی کرنی چاہیئے نہ کہ یہ صرف کہ مسز اکمل نے لکھ دیا اور باقیون نے پڑھ لیا۔ ابھی مین نے کل ایک اخبار مین پڑھا تھا کہ امریکہ مین ایک بی۔ اے پاس لڑکی سے پوچھا گیا کہ تو کیا کام کرے گی تو اس نے جواب دیا کہ مین اپنے کو پریزیڈنٹ کے عہدہ کے لئے طیار کرون گی۔ اس پر اس کو کہا گیا کہ یہ کام بہت مشکل ہے تو کہنے لگی کہ مین پبلک پر ظاہر کرون گی کہ عورت کسی کام مین آدمیون سے کم نہین۔ سو میری رائے مین پہلے قادیان سے ہر ایک عورت کو جو کہ لکھی پڑھی ہے مضمون لکھنا چاہیئے اور باہر والی نوآموز بہنون کو بتلانا چاہیئے کہ اس قسم کے مضامین ہونے چاہئین۔ جیسے مردوں کے لئے ریویو الحکم۔ البدر۔ تشحیذ الاذہان وغیرہ وغیرہ قادیان سے نکلتے ہین کیا مسز اکمل جیسی قابلہ بہنین ایک چھوٹا سا ماہواری رسالہ جس کی قیمت کوئی ایک دو روپیہ کے قریب ہو نہین نکال سکتین میری رائے مین تین سو خریدار ہو جانا کوئی مشکل نہین اور اس رسالہ مین مضامین اپنے باہم اتفاق خاوندون کی تابعداری سسرال سے نیک سلوک اپنی غریب بہنون سے سلسلہ محبت و آمد و رفت کا بڑھانا وغیرہ وغیرہ اور اشاعت اسلام درمیان مستورات ہون گے چونکہ یہ رسالہ مخصوص عورتون کے لئے مخصوص ہوگا اس لئے امید ہے کہ فرقہ اناث جو قعر ضلالت مین ڈوبا پڑا ہوا ہے ٹھیک ہو جاوے گا اور آگے کو مائین لکھی پڑھی نیک صالح ہونگی۔ تو ان کی اولاد بھی اعلیٰ تربیت یافتہ اور نیک ہوگی مین کچھ دنون قادیان مین بھی رہی ہون۔ اور آٹھ سات برس تک مجھے لاہور مین رہنے اور احمدی بہنون سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ مگر افسوس کہ علمی مذاق خوش اخلاقی ملنساری جیسی کہ صحابہ کرام کی بیویون مین پائی جاتی تھی ابھی بہت دور ہے اس لئے سردست جب تک کہ سب بہنین مضمون لکھنے کے لئے طیار نہ ہو جاوین ضمیمہ نکالنے کی ضرورت نہین یا تو بدر ہر ایک بہن کے مضمون کالم بدر خواتین مین چھاپ دیا کرے یا ایک علیحدہ رسالہ صرف عورتون کے لئے ہو جس کی اڈیٹر مسز اکمل ہو آگے جیسا اور بہنین رائے دین عمل مین لایا جاوے مین ہر طرح درمے قدمے قلمے مدد دینے کو طیار ہون۔ مگر انجمن مستورات مین اس بات کا فیصلہ کیا جاوے اور بدر کی معرفت سب بہنون کو اطلاع دی جاوے۔

الراقم۔ اہلیہ سید محمد اشرف از جالندہر

بقیہ رباعیات و مسدسات ثاقب

(سلسلہ کے لئے دیکھو صفحہ ۶)

ہین فخر رسل سرور گیہان احمدؐ ۔۔۔ ہین مرجع صد قیصر و خاقان احمدؐ

مومن کے لئے بشیر ہو کر آئے ۔۔۔ کافر کے لئے نذیر عریان احمدؐ

مسدس ثاقب

آج دل مین مدح ختم الانبیا کا جوش ہے ۔۔۔ مدحت خیر البشر خیر الوریٰ کا جوش ہے

فکر خوئے مصطفےٰ نور الہدےٰ کا جوش ہے ۔۔۔ ذکر روئے مجتبےٰ صاحب لوا کا جوش ہے

کر کے بھیجا جن کو حق نے رحمۃ للعالمین

جسکی پابوسی کو دوڑا شوق سے چرخ برین

جلوہ گر تھا جن کے دل مین نور پاک کبریا ۔۔۔ ذکر کرتے آئے جن کے نور کا سب انبیا

سید الکونین ہے جن کا خطاب با صفا ۔۔۔ فخر آدم فخر عالم منبع نور ہدیٰ

اس کے احمدؐ اور محمدؐ دونون پیارے نام ہین

نام مین ہین خوبیان اور خوبیان ان کے کام مین

وہ یتیمون کا سہارا صاحب خلق عظیم ۔۔۔ جس کے خوئے پاک فرماتا ہے قرآن کریم

وہ یتیم اور درج علم و فیض کا در یتیم ۔۔۔ چشمۂ لطف و کرم دریائے رحمت اور رحیم

اپنے بیگانے کو جس نے اپنا شیدا کر لیا

خلق عالمگیر سے دیوانہ اپنا کر لیا

صفحۂ دنیا پہ جب تھا دورۂ فسق و فجور ۔۔۔ کفر کی ظلمت تھی اور کافور تھا ایمان کا نور

ایسی حالت مین ہوا یہ رحمت حق کا ظہور ۔۔۔ نور پھیلا ہر طرف جب آئے دنیا مین حضور

چار سوئے دہر مین پیدا اجالا ہو گیا

اک صدا سے دین حق کا بول بالا ہو گیا

کیا عجم کا حال تھا اور کیا عرب کا حال تھا ۔۔۔ بدروی کا ہر طرف پھیلا ہوا اک جال تھا

ساری دنیا مین غرض نیکی کا گویا کال تھا ۔۔۔ بانوئے گیستی کا بگڑا حسن خط و خال تھا

آ کے دنیا کو سنوارا بانیٔ اسلام نے

واہ کیا تاثیر کی پیدا خدا کے نام نے

یاد ہین سب کو عرب کی شوخیان بیباکیان ۔۔۔ وہ بڑے اطوار ان کے اور وہ ناپاکیان

بدروی مین چشتیان اور وہ چالاکیان ۔۔۔ جنگ جوئی اُنکی وہ خونخواریان سفاکیان

احمدؐ فرخندہ خو نے کیا سے کیا اُنکو کیا

متقی ان کو بنایا پارسا ان کو کیا

ان کے دل مین خشیت و خوف خدا پیدا کیا ۔۔۔ جوہر الفت انہین اور صدق و صفا پیدا کیا

قوم مین گویا دم معجز نما پیدا کیا ۔۔۔ یون کہو ۔۔۔ ضیا پیدا کیا

روشنی پھیلی جہان مین ان کے دل کے نور سے

دیکھ کر اہل نظر آئے لپک کر دور سے

جانتے ہی ہو عرب کہتے ہین دنیا کو عجم ۔۔۔ اپنا جیسا بولنے والا سمجھتے تھے وہ کم

اپنی ہی شیرین بیانی کا بھرا کرتے تھے دم ۔۔۔ کون میدان بلاغت مین تھا ان کا ہمقدم

قوم کو اک قوم سے دم مین لڑا دیتے تھے وہ

اک ذرا سی بات مین فتنہ اٹھا دیتے تھے وہ

ان مین جب پیدا ہوئے جب افصح عجم و عرب ۔۔۔ وہ نبی ہاشمی وہ احمد اُمّی لقب

کیا کہون ان کے سخن سنجون پہ کیا ٹوٹا غضب ۔۔۔ سن کے قرآن سر بسر سرنگون تھے سب کے سب

قافیہ تنگ ان کی شعر و شاعری کا کر دیا

ناطقہ بند ان کی سحر و ساحری کا کر دیا

ان کی شعر و شاعری ان کی زبان ناپاک تھی ۔۔۔ ان کا دل ناپاک اور روح روان ناپاک تھی

بدزبانی کی بدولت انکی جان ناپاک تھی ۔۔۔ شاعری سے سیرت پیر و جوان ناپاک تھی

حضرت استاذنا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ آل عمران

پارہ چہارم

(یکم مئی ۱۹۰۹ء رکوع اوّل)

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون - قرآن کریم سورہ بقرہ میں جہاں پہلا رکوع شروع ہوتا ہے - وہاں متقی کی نسبت فرمایا ہے ومما رزقنٰہم ینفقون - یعنے کچھ اللہ نے دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں یہ تو پہلے رکوع کا ذکر ہے - پھر اسی سورۃ میں کئی جگہ انفاق فی سبیل اللہ کی بڑی بڑی تاکیدیں آئی ہیں - ہر رکوع میں اس قدر بیان ہے - کہ اس سے بڑھ کر کوئی کیا وعظ کر سکتا ہے۔

انسان دکھوں کے وقت تو انفاق پر مجبور ہوتا ہے - مگر حقیقی دینا تو وہ دینا ہے جو خوشدلی سے دیا جائے - جیسا کی نسبت فرمایا ہے فلن یقبل من احدہم ملء الارض ذہبا ولو افتدی بہ اولئک لہم عذاب عظیم - بے ایمان آدمی جب عذابوں اور دکھوں کو دیکھیگا - تو اس کا دل یہ چاہے گا - کہ زمین کی کُل کو بھر کر سونا دیدے مگر قبول نہ ہوگا

پس تم حقیقی نیکی کو نہیں پا سکو گے جب تک کہ تم مال سے خرچ کرو مما تحبون کے معنے میرے نزدیک مال ہیں - کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وانہ لحب الخیر لشدید - انسان کو مال بہت پیارا ہے پس حقیقی نیکی پانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز مال میں سے خرچ کرتے رہو۔

وما تنفقوا من شیء - جو کچھ بھی خرچ کروگے اللہ کو اس کا علم ہے یعنے اسے مال کے لینے اور بڑھانے کا خوب علم ہے - پارہ سیقول ... رکوع ۱۶ میں آیا ہے - من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا - فیضٰعفہ لہ اضعافا کثیرۃ - واللہ یقبض ویبصط و الیہ ترجعون - کون ہے جو اپنے مالوں کو عمدگی سے الگ کر اور اللہ اسے بڑھا ... اللہ مال کو لیتا ہے اور اسکو

حلاً لبنی اسرائیل - دنیا میں جس قدر ایمانیات سے

دھوکہ بازیاں ہوتی ہیں اور لوگ شراب - زنا - چوری - جھوٹ سے بھی دریغ نہیں کرتے یہ صرف مال کے لئے ہے اور پھر اس بارے میں کوئی نصیحت کرے - تو اُلٹا اسی پر اعتراض جماتے ہیں - جب مسلمانوں کو یہ وعظ کیا گیا کہ انفاق کرو اور یہود کو بھی ترغیب ہوئی - تو وہ بجائے اس کے کہ اس نصیحت کو مانتے کہنے لگے - کہ تم تو حرام خور ہو اس کے جواب میں فرمایا گیا - کہ سب چیزیں جو ہم مسلمانوں کے کھانے میں آتی ہیں بنی اسرائیل کے لئے حلال تھیں ہاں وہ جو اسرائیل نے اپنے مرض ریگن کی وجہ سے ترک کر دیا تھا (یہ ماحرم کے معنے ہیں)

من قبل ان تنزل التوراۃ - اور کل الطعام کان حلاً لبنی اسرائیل - تورات کے نزول سے پہلے کی بات ہے - یہ بات خوب یاد رکھو - کہ کل الطعام کے یہ معنے نہیں - کہ جو کچھ تورات میں حلال وحرام ہے وہی قرآن مجید میں موجود ہے - بلکہ اس کے معنے یہ ہیں - کہ تمام چیزیں جو ہم کھاتے ہیں یہ وہ ہیں جو بنی اسرائیل کے لئے بھی تورات کے نزول سے پہلے کی حلال تھیں - پس اگر ان چیزوں کا کھانا ... حرامخوری ہے - تو یہ اعتراض ابراہیم - اسحٰق - یعقوب وغیرہ پر بھی ہو سکتا ہے۔ رسول کریم فرماتے ہیں کہ میں تمہاری کتابوں کا متبع نہیں ہوں - میں ابراہیم کے دین پر قائم ہوں۔

فاتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا - تم بھی اسی دین کو قائم رکھو - افراط و تفریط سے بچنے والے ہو کر - حنیف کے یہی معنے ہیں - ایک طرف جھکا ہوا غلط معنے ہیں - احنف - ٹیڑھے پاؤں والوں کو بطور بددعا کہتے ہیں - حنیف وہ آدمی ہے - جس میں کمی اور ناقص زیادتی نہ ہو - جو مشرک ہوتا ہے وہ محبت میں افراط سے کام لیتا ہے - کبھی سجدہ کرتا ہے کبھی رکوع کبھی اپنے معبود کے لئے قربانیاں کبھی دعائیں مانگتا ہے - کبھی اس سے حاجتیں طلب کرتا ہے - یہ محبت میں غلو ہے - جو افراط کی راہ ہے - اسمیں خدا کے حق میں تفریط ہے۔

وما کان من المشرکین - مگر ابراہیم میں یہ عیب نہ تھا۔

پھر عظیم الشان ثبوت اس بات کا کہ ابراہیم کو کیوں مانیں کیا تورات کو چھوڑ دیں یہ ہے کہ سب سے پہلے خدا کی خالص توحید کے لئے جو گھر بنایا گیا ہے وہ وادی مکہ میں ہے - بکہ کہتے ہیں اس مقام کو جہاں لوگوں کا بڑا اژدحام ہو۔

مبارکا - برکت دیا گیا ہے ... دیکھو یہیں وہ مبارک وجود

تھا۔ جو اہل ارض کے لئے امان تھا۔ اسی گھر مین ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ پیدا ہوئے۔ رضوان اللہ علیہم اسی مین طلحہ و زبیر۔ چنانچہ خدا نے فرمایا۔ رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع۔ اللہ نے اس کے گھر کے لوگون کو بڑا بنانا چاہا ہے۔

مقام ابراہیم۔ پھر اس کہ کی اول تو یہ خصوصیت ہے کہ اس مین ابراہیم کا عبادت گاہ ہے۔ یہودی۔ عیسائی اپنے متبوع کی کوئی جگہ پیش نہین کر سکتے جو اون کے قبضہ مین ہو

دوسری آیۃ من دخلہ کان امنا۔ یہ دوسری جگہ فرمایا۔ ویتخطف الناس من حولہم۔ کو سارے جہان مین افراتفری پڑی ہے پر مکہ مین نہین۔

تیسری آیۃ وللہ علے الناس حج البیت۔ جو یہ نہین سمجھتا وہ یہ پیشگوئی سن لے کہ حج بیت اللہ کا لوگون مین رہے گا

ومن کفر۔ اور جو باوجود ان دلائل کے کفر کرے۔

تبغونہا عوجا کے معنون مین مین نے بہت غور کیا ہے بہت لوگ اس قسم کے ہوتے ہین۔ کہ عیب جوئی کی فکر مین لگے رہتے ہین مینے ایسی عادت والون کو دیکھا ہے کہ وہ مرتے نہین جب تک اسی گناہ مین گرفتار نہ ہولین۔ جس کے لئے وہ دوسرے کی تحقیر کرتے ہین اور لوگون مین شور و فساد ڈالتے ہین۔ اسلام ایک سیدھا اور سادہ مذہب ہے۔ مگر تبغونہا یہ لوگ چاہتے ہین اس کے لئے عوجا۔ کہ کوئی عیب لکل آئے اور ایک معنے یہ ہین۔ کہ یہ بھی چاہتے ہین کہ اسلام مین رہین یعنے اللہ کی راہ پر قائم رہین اور پھر اسی طرح ٹیڑھے کے ٹیڑھے بھی رہین حقیقی تبدیلی کو پیدا نہین کرتے۔ کیسا افسوس کا مقام ہے۔

ایک طرف اللہ کو راضی کرنے کا ارادہ ہے۔ دوسری طرف عیب ڈھونڈنے کی کوشش کرتے رہنا بہت ہی خطرناک راہ ہے مومنون کی تعریف مین فرمایا ہے۔ یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلے جنوبہم۔ اب جو بجائے ذکر اللہ کے مخلوق کے عیب بیان کرتا پھرے وہ مومن کیسا ہوا اور پھر اپنی غلطی پر اڑ جانا اور یہ سمجھنا کہ ہم نے خدا سے کوئی وعدہ لیا ہے اور بھی برا ہے۔ اپنی آنکھ کے شہتیر کو نہ دیکھنا اور دوسرون کی آنکھ کے تنکے کو گھنونی نظر سے دیکھنا اچھا نتیجہ نہین رکھتا۔

ان تطیعوا۔ یعنے جیسے یہود وغیرہ چاہتے تھے۔ کہ اسلام صاحب اسلام۔ اصحاب اسلام کے اندر عیب تلاش کرین اور خود کتنے عیب دار ہون۔ مگر دوسرون کی معمولی خطا کو بھی گرفت کرنے سے نہ رہین۔ اسی طرز عمل پر اگر تم چلوگے۔ تو کافر ہو جاؤگے۔ یون تو کوئی ایسا مسلمان نہین ہوتا۔ جو یہودیون کا فرمانبردار بن جاوے۔ پس تطیعوا کے معنے یہی ہین کہ اون کے طرز عمل پر چلوگے جیسے وہ عیب جوئی کرتے پھرتے ہین ایسے ہی تم کرتے رہوگے۔ تو اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔

مورخہ ۲۔ مئی سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع ۲)

یا۔ اے۔ ایہا۔ سن لو تمہین کو سناتے ہین۔

الذین امنوا۔ وہ لوگ جو ایمان لائے۔

اتقوا اللہ حق تقاتہ۔ بیٹا اپنے باپ کا کہا مانتا ہے شاگرد اپنے استاد کا۔ محکوم اپنے حاکم کا۔ دوست اپنے دوست کا اور یہ سب تسلیم کسی فائدہ کے حصول پر مبنی ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ کہ ہمارا حکم بھی مان لو۔ تا تم فلاح دارین پاؤ۔ وہ حکم کیا ہے۔ تقوی اختیار کرو۔ اپنا سارا زور لگا کر۔

ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ اب موت کا وقت تو معلوم نہین بعض وقت انسان سوتا سوتا ہی مرجاتا ہے اور مسلمان بننے کا موقعہ نہین ملتا اس لئے آج سے ہی تیاری کرلو۔ اور ہر وقت یہی سمجھو۔ کہ موت قریب ہے تا تمہارا انتقال بحالت اسلام ہو۔ انسان جب کوئی نیکی شروع کرتا ہے۔ تو ہر نیکی کا قول یا فعل یا عمل دوسرے نیک قول یا فعل یا عمل کو پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ گویا ایک نیکی دوسری نیکی کے لئے بمنزلہ زنجیر کی کڑی کے ہے۔ پس تقوی اختیار کروگے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم مسلمان ہی مروگے۔ تقوے کی بہت سی راہین ہین۔ ایک اونمین سے یہ ہے۔

واعتصموا۔ اپنے آپ کو دکھون سے بچالو کس ذریعہ سے؟

بحبل اللہ۔ ایک اللہ کا رسن ہے۔ اس پر دو قومین زور لگا رہی ہین۔ تم سارے ملکر زور لگاؤ تا ذلت اور شکست کے دکھون سے بچ جاؤ۔ ہمارے زمانہ طالب علمی مین یہ رستے کا کھیل نہین ہوتا تھا مگر اب تو سکولون مین یہ کھیل رائج ہے۔ اس لئے اس آیت کی خوب سمجھ آسکتی ہے۔

شفا۔ کنارہ

من النار۔ غضب۔ غیظ۔ کینے۔ ایک دوسرے کی جلن۔

فانقذکم منہا۔ ان تمام جھگڑون سے قرآن نے نکالا۔

دیکھو۔ مین تمہین دردِ دل سے کہتا ہون کہ وحدت بڑی چیز ہے اور ہر قسم کی کامیابیون کی جڑ ہے۔ صحابہ کرام نے اس کا مزہ چکھا ہے اون کی قوم ایک کس مپرس حالت مین تھی۔ صرف وحدت کے ذریعے ساری دنیا مین عظیم الشان اور مظفر و منصور ہو گئی۔

جب تک ہر ایک آدمی اپنے اغراض کو چھوڑ کر دوسرے کی ہمدردی مین فنا نہ ہو جاوے۔ یہ بات حاصل نہین ہوتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ عائد مکہ کو دعوت دی اور کہا۔ کوئی تم مین سے ہے۔ جو ہمارا بوجھ

سلیم الفطرت پسند کرتا ہے وہ کرے اور جو اس کے خلاف ہو اس سے روکے۔
و تومنون باللہ - پھر خود بھی ان بھلائیون پر عمل کرنے والے ہو اور تمام اخلاق فاضلہ کا سرچشمہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا پورا ایمان ہے۔
الا اذیً - محض زبانی بکواس کر لین اس کے سوا اور کیا بگاڑ سکتے ہین۔
ثم لا ینصرون - مین تو اس کے یہی معنے کرتا ہون پھر کبھی بھی اون کو نصرت نہ دی جاوے گی۔ تیرہ سو برس سے یہود کا یہ حال دنیا دیکھ رہی ہے۔
الا بحبل من اللہ و حبل من الناس - ہان مسلمانون کے معاہدہ کے نیچے یا دوسرے لوگون کے معاہدہ و تعلقات کے اندر اس سے کچھ محفوظ رہ سکتے ہین۔

تقدیر عبارت یون ہے۔ اینما ثقفوا ما عصموا من الذلۃ الا عصموا بحبل من اللہ - یہ عصموا میز و آیات سے نکالا ہے - واعتصموا بحبل اللہ - اور من یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم
مطلب یہ ہے کہ جہان پائے گئے ذلت سے نہین بچین گے - مگر مسلمانون سے عہدنامہ مین اس بری ذلت سے کچھ نہ کچھ بچ سکتے ہین - ایک اور معنے ہین وہ یہ کہ یہودی ہمیشہ ذلت مین رہینگے ہان اگر اللہ کے رسن کے نیچے آجاوین - یعنے مسلمان ہو جاوین یا کوئی اور مذہب اختیار کر لین تو پھر بچ سکین گے - یہودی - یہودی رہ کر کبھی فلاح نہین پا سکتے - الا کو عاطفہ بھی بتایا ہے - یعنے ولا مطلب یہ ہے کہ وہ ذلت سے نہ بچین گے - خود مسلمانون سے عہدنامہ کرین - یا کسی دوسرے مذہب سے۔
المسکنۃ - یعنے سلطنت کے لئے ہاتھ پاؤن نہین مار سکینگے۔
من اھل الکتاب امۃ قائمۃ - ہر مذہب مین دو قسم کے لوگ ہین ایک وہ جو شریر ہوتے ہین وہ غیر مذہب کی مخالفت محض از راہ شرارت کرتے ہین - ان مین طلب حق ہرگز نہین ہوتی - دوسرے وہ جو شرارتون مین شریک نہین ہوتے وہ نیکی مین بقدر اپنی طاقت کے بڑھتے رہتے ہین - اللہ پر - قیامت پر ایمان لاتے ہین اپنی عقل و فہم کے مطابق پسندیدہ کام کرتے اور برے کامون سے رکے رہتے ہین - اور کسی نبی وغیرہ کی ہتک نہین کرتے - اس قسم کے لوگون کو خدا نے امید وار ٹھہرایا ہے - کہ ما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ - جو کچھ بھی وہ بھلائی کرین اوس کی ناقدری نہ ہوگی۔
واللہ علیم بالمتقین - کیونکہ اللہ کو متقین کا علم ہے - پس ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے - ہمین رائے زنی کا کوئی حق نہین (اون نیکیون کی قدردانی یہی ہے کہ "اسلام" قبول کرنے کے لئے شرح صدر ہو جاوے) باقی رہے جو کھلم کھلا انکار کرتے اور شرارت و ایذا رسانی سے پیش آتے ہین وہ تو کچھ خرچ بھی کرین تو اکارت جاتا ہے۔

بطانۃ - اندرونی دوست نہ بناؤ - اس کی تصریح سورۃ ممتحنہ مین خوب فرمائی ہے اب اس سے آگے اون کے طرز عمل سے اطلاع دی ہے تا محفوظ رہ سکو۔

مورخہ ۴ - مئی سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۴)

مکہ کے لوگون مین خود پسندی اور خودی بہت تھی - اسکی جڑ آسودگی ہے کیونکہ تمام جہان کی پوجا کا مال اون کے پاس آتا تہا - پھر مکہ ایک بڑا معبد تھا - تمام عرب والے اس کی پوجا کرتے تھے اس لئے یہ لوگ اپنے تئین بہت سمجھتے تھے - تیسری وجہ ان کی خود پسندی کی - رحلۃ الشتاء والصیف تھی - یعنے وہ تجارت کے لئے موسم گرما مین عراق شام مصر وغیرہ کی طرف جاتے تہے - اور سرما مین ہندوستان - چائنا کی طرف جتنی تجارت پیشہ قومین ہین - وہ ایک وقت آسودگی کی وجہ سے خودی اور خود پسندی مین مبتلا ہو جاتی ہین خودی اور خود پسندی والے ہر بات پر ناک چڑہانے کا عادی ہو جاتے ہین - اور وہ ہمیشہ دوسرون کی نسبت یہی کہتے ہین - ہم اسے کیا سمجھتے ہین - پس جب کوئی دوسرے کی بات سنتے نہین - تو حق کس طرح پا سکتا ہے ان کی اس خودی اور خود پسندی کی اصل جڑ تو ان کے بت تھے - جیسے ہندوستان مین مہاندیو ہے - ایسے ہی وہان ہبل تہا - جیسے یہان .. دیویان ہوتی ہین - وہان نائلہ تھی - ہر بت کے پجاری لاکھون روپے کماتے تھے - انہون نے جب دیکھا کہ ایک نوجوان ہمارے ہی خاندان کا ہمارے تمام کارخانہ کرامت پر پانی پھیرنا چاہتا ہے - تو وہ آگ بگولا ہو گئے اور ادہر انہی کے قوم کے لوگ ورقہ بن نوفل - علی زید بن حارث وغیرہ مسلمان ہو گئے - تو یہ اور بھی گھبرائے اور مقابلہ کی ٹھانی اور حتی الوسع اونہون نے کوشش کی - کہ کس طرح اسلام کا استیصال کیا جائے۔
نبی کریم کو ۱۳ برس اس گھمسان مین گزرے - دیکھو کس قدر بڑی ہمت کیسی بلند پروازی - کتنا محکم ارادہ ہے اور کیسا استقلال تہا پھر صحابہ مین جن کی قومیت اور عصبیت نہ تہی وہ بہاگ اٹھے - فرمایا حبش مین چلے جاؤ - وہان وہ لوگ جا کر رہے - پہلے رنگ مین تو بتایا - کہ شریر سے شریر حکومت کے نیچے کس طرح مسلمانون کو رہنا چاہئے دوسری مین یہ بتایا کہ نیک دل عیسائی گورنمنٹ کے تحت مین کیونکر زندگی بسر کرنی چاہیئے - گویا آپ کو یقین تہا کہ ایک وقت مسلمانون پر آنیوالا ہے کہ وہ غیر قومون پر حاکم ہون گے اور پھر ایک وقت وہ بھی آتا ہے کہ وہ محکوم ہونگے یہ تو مکہ کے حالات تہے اب جب آپ مدینہ مین آئے تو یہان کی رسم و رواج سے آپکو آگاہی نہ تہی انکی جماعتون مین کوئی منصوبہ کرتا - تو کوئی خبر تک دینے والا نہ تہا۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

حضرت استاذنا مولوی نور الدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ آل عمران

پارہ چہارم

(یکم مئی ۱۹۰۹ء رکوع اول)

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون - قرآن کریم سورۃ بقرہ مین جہان پہلا رکوع شروع ہوتا ہے - وہان متقی کی نسبت فرمایا ہے وممّا رزقنٰہم ینفقون - یعنے کچھ اللہ نے دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہین یہ تو پہلے رکوع کا ذکر ہے - پھر اسی سورۃ مین کئی جگہ انفاق فی سبیل اللہ کی بڑی بڑی تاکیدین آئی ہین - ۵ رکوع مین اسی قدر بیان ہے - کہ اس سے بڑھ کر اور کیا وعظ کر سکتا ہے۔

انسان دُکھون کے وقت تو انفاق پر مجبور ہوتا ہے - مگر حقیقی دینا تو وہ دینا ہے جو خوشدلی سے دیا جائے - چنانچہ کی نسبت فرمایا ہے فلن یقبل من احدہم ملء الارض ذہبا ولو افتدیٰ بہ اولٰئک لہم عذاب عظیم - بے ایمان آدمی جب عذابون اور دکھون کو دیکھیگا - تو اس کا دل یہ چاہے گا - کہ زمین کی گول کو بھر کر سونا دیدے مگر قبول نہ ہوگا

پس تم حقیقی نیکی کو نہین پا سکو گے جب تک کہ تم مال سے خرچ نہ کرو مما تحبون کے معنے میرے نزدیک مال ہین - کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وانہ لحب الخیر لشدید - انسان کو مال بہت پیارا ہو پس حقیقی نیکی پانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز مال میں سے خرچ کرتے رہو۔

وما تنفقوا من شیءٍ - جو کچھ بھی خرچ کروگے اللہ کو اس کا علم ہو یعنے اسے مال کے لینے اور بڑھانے کا خوب علم ہے - پارہ سیقول ... رکوع ۱۶ مین آیا ہے - من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً - فیضٰعفہ لہٗ اضعافاً کثیرۃ - واللہ یقبض ویبصط و الیہ ترجعون - کون ہے جو اپنے مالون کو عمدگی سے الگ کرے اور اللہ اسے بڑھنے اس کو کئی گنا بڑھاتا ہے - اللہ مال کو لیتا ہے اور اسکو بڑھاتا ہے۔

کل الطعام کان حلاً لبنی اسرائیل - دنیا مین جس قدر بے ایمانیان دھوکہ بازیان ہوتی ہین اور لوگ شراب - زنا - چوری - جھوٹ سے بھی دریغ نہین کرتے یہ صرف مال کے لئے ہے اور پھر اس بارے مین کوئی نصیحت کرے - تو اُلٹا اسی پر اعتراض جماتے ہین - جب مسلمانون کو یہ وعظ کیا گیا کہ انفاق کرو اور یہود کو بھی ترغیب ہوئی - تو وہ بجائے اس کے کہ اس نصیحت کو مانتے کہنے لگے - کہ تم تو حرام خور ہو اس کے جواب مین فرمایا گیا - کہ سب چیزین جو ہم مسلمانون کے کہانے مین آتی ہین بنی اسرائیل کے لئے حلال تھین ہان وہ جو اسرائیل نے اپنے مرض ریگن کی وجہ سے ترک کر دیا تھا (یہ ماحرّم کے معنے ہین)

من قبل ان تنزل التوراۃ - اور کل الطعام کان حلاً لبنی اسرائیل - تورات کے نزول سے پہلے کی بات ہے - یہ بات خوب یاد رکھو - کہ کل الطعام کے یہ معنے نہین - کہ جو کچھ تورات مین حلال وحرام ہے وہی قرآن مجید مین موجود ہے - بلکہ اس کے معنے یہ ہین - کہ تمام چیزین جو ہم کھاتے ہین یہ وہ ہین جو بنی اسرائیل کے لئے بھی تورات کے نزول سے پہلے کی حلال تھین - پس اگر ان چیزون کا کہانا ... حرامخوری ہے - تو یہ اعتراض ابراہیم - اسحٰق و یعقوب علیہم السلام پر بھی ہو سکتا ہے - رسول کریم فرماتے ہین کہ مین تمہاری کتابون کا متبع نہین ہون - مین ابراہیم کے دین پر قائم ہون۔

فاتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفاً - تم بھی اسی دین کو قائم رکھو - افراط وتفریط سے بچنے والے ہوکر - حنیف کے یہی معنے ہین - ایک طرف جھکا ہوا غلط معنے ہین - حنف ٹیڑھے پاؤن والون کو بطور دُعا کہتے ہین - حنیف وہ آدمی ہے - جسمین کوئی کمی اور ناقص زیادتی نہو - جو مشرک ہوتا ہے وہ محبت مین افراط سے کام لیتا ہے - کبھی غیر اللہ کو سجدہ کرتا ہے کبھی رکوع کبھی اپنے محبوب کے لئے قربانیان کبھی اپنے لئے دعائین مانگتا ہے - کبھی اس سے حاجتین طلب کرتا ہے - یہ محبت مین غلو ہے - جو افراط کی راہ ہے - اسمین خدا کے حق مین تفریط ہے۔

وما کان من المشرکین - مگر ابراہیم مین یہ عیب نہ تہا۔

پھر عظیم الشان ثبوت اس بات کا کہ ابراہیم کو کیون مانین کیا تورات کو چھوڑ دین یہ ہے کہ سب سے پہلے خدا کی خالص توحید کے لئے جو گھر بنایا گیا ہے وہ وادی مکہ مین ہے - بکہ کہتے ہین اس مقام کو جہان لوگون کا بڑا اژدہام ہو۔

مبارکاً - برکت دیا گیا ہے ..... دیکھو یہین وہ مبارک وجود

حضرت مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

نورالقرآن

سوم

۔ مورخہ یکم اپریل ۱۹۰۹ء رکوع ا و ۲)

منہم من کلم اللہ ۔ کلام تو سب پیغمبروں سے ہوا مگر بعض کو مخصوص بوجہ کثرت کلام کیا۔

البینت ۔ کھلی باتیں یعنی کہ تعلیم اخلاق کی تھی اور اخلاقی رنگ کا وعظ ہر مذہب میں مقبول ہوتا ہے اس لئے اس کو بینت فرمایا۔

وایدناہ بروح القدس ۔ اس اخلاقی تعلیم کو اپنی پاک کلام سے موید کیا۔ روح القدس اس کلام لانے والے فرشتے کو بھی کہتے ہیں۔ مگر عام معنے یہی ہیں ۔ پاک کلام۔ قرآن شریف میں ہے۔ وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا۔ ایک دوسری جگہ فرمایا ۔ ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الہ الا اللہ ۔

ما اقتتل الذین من بعد ھم ۔ یعنے اگر کوئی لڑائی کرتا تو ہم اسی وقت اس کو قتل کر دیتے بدزبانی کرتا تو زبان بند کر دیتے ۔ مگر ہم نے کو اللہ نے مجبور نہیں بنایا اور نہ ان کے اختیارات کو چھینا ۔ بلکہ مقدرت عطا کی ہے۔

ولکن اختلفوا ۔ جب خدا نے جبر نہ کیا ۔ اختیارات نہ چھینے تو ان لوگوں نے اس مقدرت سے کام لیتے تو وہ نہ لڑتے مگر جب ہم نے ہدایت پر مجبور نہ کیا تو لڑنے اور گمراہی پر کیوں مجبور کرنے لگے۔

فمنہم من امن ۔ مگر کچھ ایسے ہیں جنہوں نے قرآن کے مطابق عمل کیا۔

ومنہم من کفر ۔ بعض ایسے ہیں جنہوں نے اس میں خلل ڈالا اس کی تعلیم کا انکار کیا۔

ولوشاء اللہ ما اقتتلوا ۔ جناب الٰہی تو ایسی طاقت رکھتے ہیں کہ ان لوگوں کو یہ قدرت نہ دیتے مگر وہ ایسا نہیں کرتے کیونکہ وہ جبر کرنے والا نہیں ٭

یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ ۔ ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ اس دن کوئی بیع ہوسکیگی نہ خلۃ نہ شفاعۃ ۔ یہاں بیع ۔ خلۃ ۔ شفاعۃ کی مطلق ہرگز نہیں ہے ۔ عربی میں لا دوطرح کے آتے ہیں ۔ ایک وہ جس کے بعد تنوین آتی ہے اور ایک وہ جس کے بعد تنوین نہیں آتی پہلے کی مثال یہی آیت ہے اور دوسرے کی مثال لا رفث ولا فسوق ولا جدال ۔ ان دونوں لاؤں میں فرق ہے۔

تنوین نہ ہو تو اس کے معنے ہیں بالکل "نہیں" یہ لانفی جنس کا ہے اور اگر تنوین ہو تو مقصود اس سے مراد ہے ۔ بعض صورتوں میں نہیں یہ لا مشبہ بلیس ہے اب چونکہ یہاں تنوین ہے اس لئے یہاں بیع کی مطلق نفی نہیں اسی لئے دوسرے مقام پر فرمایا ۔ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ ۔ اور نہ خلۃ کی مطلق نفی ہے ۔ چنانچہ فرمایا ۔ الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین ۔ اور نہ شفاعۃ کی چنانچہ اس سے آگے الا باذنہ آتا ہے

والکافرون ھم الظالمون ۔ کافر اپنی جان پر بھی ظلم کرتا ہے اور دوسروں پر بھی۔

لا الہ الا ھو ۔ معبود وہی ہے جس کی بات کو مانا جائے پس اس کی فرمانبرداری کرو۔

القیوم ۔ حافظ و ناصر

سنۃ ۔ کسی شخص نے اعتراض کیا تھا کہ اونگھ سے کیا نقصان ہو سکتا ہے ۔ اس کے ہاتھ میں دو شیشے دیئے گئے اور کہا گیا کہ تم اس کی حفاظت کرو ۔ جب اسے نیند کا غلبہ ہوا تو اس نے اپنے تئیں روکا مگر اونگھ جو آئی ۔ دونوں شیشے آپس میں ٹکرا کر ٹوٹ گئے۔

کرسیہ ۔ کرسی کے معنے علم کے ہیں بخاری میں موجود ہیں ۔ ایک شعر بھی یاد آگیا ۔ ؎

تحف بہم بیض الوجوہ وعصبۃ کراسی بالاحداث حین تنوب

۲ اپریل ۱۹۰۹ء

(البقرہ رکوع ۱)

لا اکراہ فی الدین ۔ ایک انبیاء کی راہ ہوتی ہے ایک بادشاہوں کی ۔ انبیاء کا یہ قاعدہ نہیں ہوتا کہ وہ ظلم زبردستی تعدی سے کام لیں ۔ ہاں بادشاہ جبر و اکراہ سے کام لیتے ہیں ۔ پولیس افسر گرفت کر سکتی ہے جب کوئی گناہ کا ارتکاب کرے مگر مذہب گناہ کے ارادہ کو بھی روکتا ہے پس جب مذہب کی حکومت کو آدمی مان لیتا ہے تو پولیس کی حکومت اس کی بہتر گذاری کے لئے ضروری نہیں ہوتی ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جبر و اکراہ کا تعلق مذہب سے نہیں پس کسی کو مجبور مت داخل کرو ۔ کیونکہ جو دل سے مومن نہیں ہوا وہ ضرور منافق ہے شریعت نے منافق اور کافر کو ایک ہی رنگ میں جکڑا ہے ۔ غلطی سے ایسی کہانیاں مشہور ہوگئی ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے ۔ بھلا خیال تو کرو ۔ اگر اسلام میں جبر جائز ہوتا تو ہندوستان میں اتنے سو سال حکومت پھر یہ ہزاروں برسوں کے مندر شوالے اور سنگین کیوں موجود پائی جاتیں۔

عالمگیر کو بھی الزام دیتے ہیں کہ وہ ظالم تھا اور بالجبر مسلمان کرتا یہ کیسی بیہودہ بات ہے اس کی فوج کے سپہ سالار ایک ہندو تھے ۔ بڑا حصہ اس کی عمر کا اپنے بھائیوں سے لڑتے گزرا اسکی مدت بھی تانا شاہ کے مقابل میں ہوئی ۔ پھر اسلام بادشاہوں کے افعال کا ذمہ دار نہیں مسلمانوں نے بھی غلطی کی کہ معترضین کے مفتریات کو تسلیم کرلیا ۔ حالانکہ اسلام دلی محبت و اخلاق سے حق بات ماننے کا نام ہے ۔ اسی لئے اسلام میں جبر نہیں ۔ یہ آیت ضروری یاد رکھنی چاہیے اسلام میں ہرگز اکراہ نہیں ۔ چنانچہ پارہ گیارہ رکوع ۱۰ میں فرماتا ہے ۔ ولوشاء ربک لامن من فی الارض کلھم جمیعا ۔ افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین۔

قد تبین الرشد من الغی ۔ رشد کہتے ہیں ۔ اصابۃ الحق والصواب یعنی واقعیات کو پالینا اور حق تک پہونچ جانا ۔ غی کہتے ہیں اس حق و صواب کی جگہ سے رک جانے کو ۔ اسلام چند اصول بیان کرتا ہوں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس میں رشد و غی کو کیا امتیاز سے بیان کیا ہے۔

فرمایا ۔ شرک نہ کرو ۔ وعید بتلایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ۔ کوئی حضرت مسیح کو پوجے یا امام حسین رضؓ یا سید عبد القادر جیلانی کو یا درخت یا تالاب ۔ پہاڑ ۔ جانور کو سب برابر ہیں کیونکہ یہ

یہ سب چیزیں خادم ہیں۔ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض۔ پس جو مخدوم ہو یہی
بھی حیثیت نہیں رکھتی وہ تمہاری معبود کس طرح بن سکتی ہیں۔ انجیل وید۔ ژند وستا بدھ
کی تعلیم میں سے عظمت الٰہی کی یہ راہیں ہرگز نہیں پائیں۔ قرآن کا ایک ایک رکوع
مسلمانوں کو توحید کا سبق دیتا ہے۔ پھر بھی اگر یہ شرک میں گرفتار ہیں تو ان کی بدقسمتی۔
کیا خوب فرمایا۔ ابغیکم الٰھًا وھو فضلکم علی العالمین۔ تم خود جہان
والوں سے افضل۔ اور پھر انہی میں سے کوئی چیز تمہاری معبود بنے ؟

پھر اسلام میں تمام اخلاق کی نسبت دیکھو۔ کہ شراب سے بڑی سختی کے ساتھ منع
کیا کیونکہ یہ سب برائیوں کی جڑ ہے ایک شخص ایک عورت پر عاشق ہو گیا اس نے کہا
وصل کی شرط یہ ہے (۱) اس بت کی پرستش کرو (۲) خاوند کو قتل کر دو۔ (۳) شراب پی لو۔ اس نے
کہا کہ ایک شراب پینا مان لیتا ہوں۔ باقی بہت خوفناک گناہ کے افعال میں نہ کرونگا
جب شراب پی تو پھر دوسری چیزوں کا بھی مرتکب ہو گیا۔

اسلام کا تیسرا اصول۔ پردے کی تعلیم ہے۔ کسی کتاب میں جو خدا کی طرف سے
منسوب کی جاتی ہے یہ تعلیم نہیں پائی۔ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم
اور قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن۔ مومن مرد اور عورتیں نیچی اور نیم باز
نگاہ رکھنے کی عادت ڈالیں۔

دیکھا۔ جامع الاثم (خمر) اور حبائل الشیطان (عورت) سے کس طرح روکا
پھر نماز کی تاکید ہے کہ جو شخص پانچ نمازوں کا پابند ہے وہ کبیرہ گناہ شراب وغیرہ کا
ارتکاب نہیں کریگا۔ پھر اسلام میں مال حرام سے ممانعت کی۔ شراب وغیرہ کا پینا مال کثیر
پر موقوف ہے اور مال کثیر زیادہ تر طریق حرام ہی سے آتا ہے اس لئے منع کیا نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے۔ اللھم ارزق آل محمد قوتًا۔

پھر اسلام میں جزا و سزا کا مسئلہ ہے یہ بھی کل گناہوں سے روکنے والا ہے
پھر اسلام کا یہ اصل کہ وہ تمام پسندیدہ امور کے کرنے اور قبیح امور کے نہ کرنے کی
ہدایت کرتا ہے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک موقعہ پر فرما رہے تھے۔
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون
عن المنکر

ایک قوم نے اپنا سفیر واسطے تحقیق دین اسلام کے بھیجا تھا وہ یہ کلمہ سنتے ہی واپس
گیا اور اپنی قوم سے جا کر کہا سب مسلمان ہو جاؤ وہ حیران ہوئے تو اس نے بتایا
کہ جس مذہب کا اصل امر بالمعروف نہی عن المنکر ہو وہ کیونکر برا ہو سکتا ہے بلکہ
اس میں نہ داخل ہونے والا برا ہے۔

فمن یکفر بالطاغوت۔ طاغوت۔ طغوت سے نکلا ہے حدبندی سے آگے
بڑھنے والے کو طاغی کہتے ہیں۔ سیلاب کو بھی طغیانی اسی لئے کہتے ہیں کہ پانی ندی
کی حد مقررہ سے باہر نکل کر اچھلتا ہے۔
شریعت نے ہر بات کے لئے حد رکھی ہے پس جو اس حد سے نکلا ہے وہ طاغی ہوا
اور جو تمام حدبندیوں کو توڑ کر نکل جاوے وہ طاغوت کہلاتا ہے۔ پس جو شخص اللہ
سبحانہ کا جو منزہ ہے تمام عیوب ونقائص سے اور جامع ہے کمالات وخوبیوں کا۔
فرمانبردار ہو۔ تو فقد استمسک بالعروۃ الوثقی۔ اس نے مضبوط
پکڑنے کی چیز کو پکڑا۔ عروہ کہتے ہیں پکڑنے کی چیز کو۔
اللہ ولی الذین۔ اللہ جو سمیع علیم ہے اس کی پہچان کیا ہے فرماتا ہے کہ وہ مومنوں کا
والی بن جاتا ہے۔

اب مومنوں کی پہچان بتاتا ہے کہ وہ ظلمات سے نکل کر نور کی طرف آتے جاتے ہیں۔
ظلمت کیا ہے جس میں تمیز نہ رہے۔ روشنی کا ... تمیز ہو سکے۔ معمولی روشنی، سورج
کی ہے پھر اس سے بڑھ کر نور طب ... سا ہے انسان کے ... روحانی امراض معلوم ہوں
پھر اس سے بڑھ کر نور ... آواز سے ... ناک سے
ہونٹ سے کسی کے اخلاق پر آگاہ ہو جائے ... بڑھ کر انوار وہ ہے
جاویں وہ مومن ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ اتقوا من فراسۃ المؤمن فانہ ینظر
بنور اللہ پس مومن ہونے کا نشان ہے کہ اس انسان کی قوت متمیزہ بڑھتی جاتی ہے
اور وہ آہستہ آہستہ تاریکیوں سے نکل کر انوار میں آتا جاتا ہے اور اپنی حالت میں دن بدن
نمایاں تبدیلی پاتا ہے۔

ظلمتیں بھی کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک رسم کی۔ مثلاً شادی آگئی اب رسم کہتی
ہے کہ دس ہزار روپیہ خرچ کر دو۔ اب گھر میں تو اپنے روپے ہیں نہیں۔ پس ساہوکاروں
کے پاس جاتا ہے وہ سود مانگتا ہے۔ خدا فرماتا ہے جو سود دیتا یا لیتا ہے۔ وہ خدا
سے جنگ کرتا ہے۔ پھر اسی طرح بڑھتے بڑھتے ایک گناہ سے کئی گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے
پھر عادت کی ظلمت ہے۔ یہ عادت بری بلا ہے جس چیز کی عادت پڑ جاوے وہ چھٹتی
نہیں۔ بعض کو قصہ سننے کی عادت ہوتی ہے۔ بعض کو ناول پڑھنے کی بعض کو چار
پینے کی۔ حقہ پینے کی۔ پان کھانے کی۔
پھر ظلمت ہے شہوت۔ حرص۔ غضب۔ سستی۔ کاہلی۔
پس یہ بات یاد رکھو کہ جس تعلیم سے قوت ممیزہ بڑھے وہ سچی ہے۔

۲۳ اپریل سنہ ۱۹۰۹ء
(رکوع ۳)

یہ تو میں پہلے بتا چکا ہوں کہ اس ساری سورۃ کا مقصد دشمن سے مقابلے کے لئے طیار کرنا ہے
اور اس کے ضمن میں تمام قسم کی سچائیاں اور فضائل اور تقوے کی راہیں بتادی ہیں۔ اور یہ
سمجھا دیا ہے کہ کامیابی کی سچی راہ کا پاک اصل صرف تقوے ہے۔ یؤمنون بالغیب
الی اولئک ہم المفلحون سے اس مضمون کو شروع کیا ہے اور یہاں اب بتایا جاتا ہے
کہ بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔ جو اللہ کے پاک بندوں سے جھگڑا کرتے ہیں وہ منصوبہ اگرچہ
کمزور ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ وقت پر ان کی ایسی دستگیری کرتا ہے کہ دشمن دم بخود رہ جاتا
ہے وہ سمجھتا ہے کہ مقابلہ میں کامیاب ہو جاؤنگا۔ اور اس غریب جماعت کو ہلاک کر دونگا۔
مگر آخر وہ خود ہلاک ہوتا ہے۔ یہ مخالفت نادانی سے انبیاء کے ہمراہیوں کو ذلیل سمجھتے
ہیں۔ چنانچہ نوح کے ماننے والوں کو اس کی قوم کے امرا کہتے ہیں۔ اراذلنا بادی الرای
پھر موسے علیہ السلام کو بھی فرعون نے یہی کہا۔ الم نربک فینا ولیدا و لبثت فینا من
عمرک سنین۔
کیا ہم نے تمہاری پرورش نہیں کی اور تو اپنی عمر کے بہت سال یہاں نہیں

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف کے نوٹ

ی۔ غرض آپ

ہے ان کو مقابلہ میں

ن قوم مجوسیوں کی

کر دیا

(نہ اشاعت سے آگے)

یں۔ ان تمام ملائکہ کا افسر ہے جن کے علوم دماغ سے وابستہ ہیں۔ مثلاً ریاضی۔ (جیومیٹری۔ ہندسہ۔ جبر و مقابلہ) اور طبعیات (ماسٹرانمی۔ کیمیا) یہ علوم الہیات سے کم درجہ پر ہیں۔ اس لئے جلد سمجھ میں آجاتے ہیں مگر جون جون علوم اعلےٰ ہوتے جلتے ہیں تو باریک بھی ہوتے جاتے ہیں ایک دفعہ ایک اپنے عزیز کو میں نے وہ لکچر سننے کے لئے بھیجا۔ جو سورج گرہن کو دیکھ کر ایک انگریز نے دینا تھا وہ لڑکا کہنے لگا میں نے تو کچھ نہیں سمجھا۔ پھر اس نے اپنے ماسٹر سے پوچھا تو اس نے کہا پانچ سال میں آکی صحبت میں رہوں تو اس کی باتیں سمجھنے کے قابل ہو سکتا ہوں۔ غرض دنیا میں کئی قسم کے علوم ہیں اور وہ تمام علوم ملائکہ کی معرفت لوگوں پہ کھلے ہیں وہ الٰہیات کے ہوا طبعیات کے دونوں کا انکار۔ ملائکہ اور ملائکہ کے افسر جبرئیل و میکال کا انکار ہے پھر رسولوں کا انکار ہے۔ جو ان ملائکہ کی تحریکات کے مہبط ہیں۔ پھر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ جو تمام رسولوں کے کمالات کے جامع ہیں اور ایسے لوگوں کا اللہ تعالےٰ مخالف ہے اور پھر ایسا کفر کرنے والوں کا ایک نشان ہے کہ وہ سب بدعہد ہیں اور فاسق و فاجر اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کیونکہ جبرئیل و میکال کا دشمن ہوگا جو دین و دنیا کے متعلق عمدہ و نیک تحریکوں کا مخالف ہوا اور وہ فاسق فاجر کے سوا کون ہو سکتا ہے۔

۱۴۔ فروری ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۱۲)

جب آدمی میں آسائش آجاتی ہے تو وہ ہر نئی چیز میں بڑی دلچسپی لیتا ہے اور اس انہماک میں پھر جائز و ناجائز امر کو نہیں دیکھتا۔ جیسے کہ جس طرح شیعہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کو برا کہتے ہیں اور خارجی اہل بیت کو اسی طرح وہ ایک دوسرے پر نکتہ چینی کرنے لگ جاتے ہیں۔ مگر اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا شیعہ نے اس نکتہ چینی سے کیا فائدہ اٹھایا۔ اسی طرح حضرت داؤد کے بیٹے سلیمان برگزیدہ نبی تھے۔ مگر ان لوگوں نے ان کی بھی عیب چینی شروع کر دی اور ان سے ایسی باتیں منسوب کیں جو ایک نبی کی شان سے بالکل بعید ہیں اس کی اصلیت یہ ہے کہ حضرت سلیمان کے عہد میں جب ان کو آسودگی ہوئی۔ تو ہندوستان چین اور مصر سے نئے نئے آدمی وہاں جا آباد ہوئے اور ان لوگوں کی دلچسپی کے لئے عجیب عجیب فن پیش کئے جن میں وہ ایسے مشغول ہوئے۔ کہ سب کچھ بھول گئے۔

جیسا کہ انسان کی عادت ہے کہ جب ایک طرف متوجہ ہو تو دوسری طرف توجہ ضرور کم ہو جاتی ہے اسی طرح بنی اسرائیل کی خدا کی طرف توجہ کم ہو گئی اور ان بے ہودہ باتوں کی قدر بڑھ گئی اور ایسی بڑھی کہ اس کا اثر مسلمانوں تک بھی پہونچا۔ نقش سلیمانی سحر ہاروت ماروت اور ایسی کتابیں اسی بے ہودگی اور لغویت کی یادگار ہیں اور غضب یہ ہے کہ یہ کفر سلیمان پر تھوپا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سلیمان نے یہ کفر نہیں کیا اور ہرگز نہیں کیا آپ پر جو الزام لگائے گئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ بلقیس نام ایک ملکہ پر عاشق ہو گئے اور پھر اس کو راضی کرنے کے لئے بت پرستی بھی کی۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ خدا نے اصل واقعہ سورہ نمل رکوع ۸ میں بیان فرمایا ہے اور وہاں ظاہر کر دیا ہے کہ وہ ملکہ تو خود مسلمان ہوئی اور عذر خواہ ہو کر سلیمان کے دربار میں آئی۔ قالت رب انی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمٰن للّٰہ رب العالمین۔ بعض وقت انبیاء کی نسبت جو الفاظ بولے جاتے ہیں ان سے ان کی تعریف مقصود نہیں ہوتی بلکہ صرف اس الزام کا اٹھانا مقصود ہوتا ہے جو ان پر لگایا گیا ہے۔ یہاں ما کفر اسی لئے آیا ہے

ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر	وہ قومیں جو اللہ سے بہت دور تھیں (شیاطین کے یہاں یہی معنی ہیں) جب وہ ملک سلیمان میں آئیں۔ تو بنی اسرائیل

کو اپنے مذہب کا پاکر اپنی طرف متوجہ کر لیا اور انہیں سحر کی تعلیم شروع کر دی۔ سحر کہتے ہیں دلربا۔ باتوں کو خواہ از قسم عملیات ہو یا شعبدہ بازی یا تسخیر۔ کلما دق ولطف ماخذہ۔ جس کی دریافت نہایت باریک در باریک ہو۔

ان من البیان لسحرا بھی آیا ہے اس لئے ناول بھی سحر میں داخل ہے بعض ناول ایسے ہوتے ہیں کہ انسان بغیر ختم کرنے کے ہاتھ سے چھوڑ ہی نہیں سکتا۔ حضرت عمر سے کسی نے پوچھا تھا۔ آپ کی طبیعت میں وہ تیزی نہیں رہی جو زمانہ جاہلیت میں تھی۔ آپ نے جواب دیا تیزی تو وہی ہے مگر اب وہ کفار کے مقابلہ میں دکھائی جاتی ہے اسی طرح جن لوگوں کو لکھنا آتا ہے اور طبیعت موزون واقع ہوئی ہے وہ ناول نویسی کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ ایسے شغلوں میں پڑھ کر انسان اپنی کتاب سے بے خبر ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات یہ بھی نہیں سمجھا جاتا۔ کہ میری روحانی حالت دن بدن بگڑ رہی ہے۔

اس کے بعد ایک اور نصیحت فرمائی وہ یہ کہ انسان جب کسی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے تو پھر اس دشمنی کے بڑھانے یا اس سے انتقام لینے کے لئے اپنے دشمن کی باتیں سنتا اور اس کے خلاف منصوبے کرتا اور اپنے ساتھ اور لوگوں کو ملاتا ہے ہر وقت اس کو یہی دھت لگی رہتی ہے اور وہ اپنے دین سے بے خبر ہو جاتا ہے بنی اسرائیل جب قید تھے۔ وہ زمانہ دانیال۔ عزیرا۔ حزقیل اور ارمیاہ وغیرہم انبیا کا تھا جب یہ بابل میں گئے۔ تو بابل والے آسودہ تھے اور آسودگی کی وجہ سے طرح طرح کے گندوں میں مبتلا۔ دانیال باب ۴ ورس ۱۴ اور ۱۲ باب ورس ۱۱ میں

شراب پینے کا ذکر ہے۔ اللہ نے ہاروت ماروت دو فرشتے نازل کئے۔
ہرت کہتے ہین زمین کو صاف کرنے کو۔
مرت کہتے ہین نشیب و فراز و پاک درخت گھاس کٹوا کر صاف میدان کر دینے کو۔ ان فرشتون کے ذریعے یسعیاہ کو آگاہ کیا کہ یہ لوگ خراب ہوگئے ہین اس واسطے تم اور کسی سلطنت سے گانٹھو اور اس کے ذریعے سے ان کو ہلاک کر دو۔ یہ علم ملائکہ کے ذریعے انپر نازل ہوا۔ چنانچہ میدہ و فارس کے بادشاہون سے دوستی لگا کر بنی اسرائیل نے بابل والون کو تباہ کر دیا۔ بابل بڑا شہر تھا۔ بہار ہی آبادی تہی کوئی پچاس میل مین جبکہ بابل کو تباہ کیا مین اللہ نے فارس کے بادشاہون کے ذریعہ سے فضل کیا ایسے بنی اسرائیل کے تعلقات فارس والون سے قائم رہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ مین آئے۔ تو یہودیون نے چاہا۔ کہ پہر فارس کے بادشاہ کے ذریعے ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت کا استیصال کرین۔ چنانچہ فارس کے بادشاہ نے اپنے یمن گورنر کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنا چاہا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان فرستادون سے کہا۔ کہ جس نے تمہین میری گرفتاری کے لئے بھوایا ہے اس کو میرے خدا نے اسی کے بیٹے کے ہاتھ سے ہلاک کروا دیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لیکن چونکہ یہ ایک نبی کا مقابلہ تہا اس لئے اس مین ناکام رہے۔

اللہ تعالیٰ ان آیات مین انہی واقعات کیطرف اشارہ فرماتا ہے۔

وما انزل علے الملکین ببابل ھاروت وماروت۔ پیچھے پڑے ہوئے ہین اس کے جو ایک زمانہ مین دو فرشتون پر نازل ہوا تہا۔ (ان فرشتون کا کام تہا کہ بابل کو ویران کرکے صاف کردین۔ اسی واسطے ان کو ہاروت وماروت کہا گیا) اس وقت تو یہ کامیاب ہوگئے کیونکہ خدا کے منشار کی ماتحت تہا۔ مگر اب تو یہ کفر ہے کیونکہ ایک نبی کے مقابلہ مین ہے۔ اس وقت تو ہم نے ان کو ہدایت کر دی تہی۔ کہ اسے بے موقعہ استعمال کرکے کافر نہ بننا اور دوسری یہ بات ہے کہ اپنی عورتون کو بہی اس راز کی خبر نہ کرنا کیونکہ عورت کمزور ہے۔ اس کے ذریعے بات نکل جاتی ہے۔ یہ مطلب ہے یفرقون بہ بین المرء وزوجہ کا۔ بس یہان یہ بات ختم ہوئی۔ اب فرماتا ہے

ویتعلمون ما یضرھم۔ اب یہ یہود پہر انہی باتون کو تعلیم وتعلم کرتے ہین۔ مگر بجائے فائدے کے نقصان اٹہاتے ہین۔ اس لئے کہ آگے تو ملائکہ کے ذریعہ یہ باتین القاء ہوئی تہین۔ چنانچہ یتعلمون کے ساتھ منہما (ان دو فرشتون سے) آیا ہے۔ اب یہ شیطانی القاء ہے۔ بہتر تہا کہ وہ ان شرارتون کی بجائے ایمان لاتے اور تقوی اختیار کرتے اور دنیا وآخرت مین فلاح پاتے۔ ایسی منصوبہ بازیون کی کمیٹیون کا سورہ مجادلہ رکوع ۲ مین مفصل ذکر ہے۔ جہان فرمایا۔

الم تر الی الذین نھوا عن النجوی ثم یعودون لما نھوا عنہ ویتناجون بالاثم	کیا تجھے معلوم نہین ان لوگون کا حال جن کو منصوبہ بازی کی خفیہ کمیٹیون سے منع کیا اور وہ پہر وہی کرتے ہین جس سے منع کئے جاچکے ہین اور وہ خفیہ سازشین
والعدوان ومعصیۃ الرسول	کرتے ہین۔ گناہ، سرکشی اور رسول کی مخالفت کی

اور

پہر آگے چل کر ارشاد فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم والعدوان ومعصیۃ الرسول وتناجوا بالبر والتقوی۔ واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون انما النجوی من الشیطن لیحزن الذین امنوا ولیس بضارھم شیئا الا باذن اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ط	[illegible] جب تم کوئی خفیہ [illegible] اس مین گناہ اور سرکشی کی اور رسول [illegible] کی بات نہ ہو بلکہ نیکی اور تقوے کی ہو اس اللہ سے ڈرو جس کی حضور اکٹہے لئے جاؤ گے یہ جو خفیہ انجمنین ہین یہ شیطانی کام ہے صرف مومنون کو گھبراہٹ مین ڈالنے کے لئے۔ مگر الٰہی اذن کے سوا کوئی ضرر انہین نہین پہونچا سکتے اور اللہ تعالےٰ پر ہی چاہیئے۔ کہ مومن توکل کرین۔

۱۷۔ فروری سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۳)

لا تقولوا راعنا۔ بعض لوگ شرارت کے طور پر ایسے الفاظ استعمال کرتے ہین جو ذومعنی ہوتے ہین۔ ہمارے ایک آشنا تھے ان کی ایک کتاب جو مناظرہ کے متعلق تھی۔ پڑہی۔ ایک جگہ یہ فقرہ لکھا تہا۔ آپ ہر ایک صداقت کو ایک ہی کولہو مین پیرتے ہین۔ مین نے کہا کہ اس محاورہ کے استعمال کی کیا ضرورت تہی۔ کہنے لگے۔ کہ مخاطب تیلی ہے۔ یہ اس پر چوٹ کی ہے۔ پھر ایک جگہ دکھائی جہان لکھا تہا کہ مٹ کا مٹ ہی بگڑا ہوا ہے اور بڑے فخر سے کہا کہ یہ شخص جس کے مقابلہ مین یہ تحریر ہے رنگریز ہے۔

میرے نزدیک یہ طریق اچہا نہین۔ متانت کے خلاف ہے، افسوس کہ مسلمانون مین بھی یہ برائی پہیل گئی۔ ایک قصیدہ کے چند اشعار مجھے یاد ہین۔ جو اول سے آخر تک اسی قسم کی شرارت سے پُر ہے تہے ایک مصرعہ تمہین سناتا ہون۔

تا سرت باشد ہمیشہ تا جدار

یہان تاجدار کے ایک معنی ظاہر ہین۔ دوسرے یہ کہ تا۔ جدار۔ یعنی تیرا سر دیوار سے ٹکرا کہا جائے گیا ہو۔ اس طرح کے کلام سے ہمارے سردار نے ہمین منع کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے راعنا نہ کہو۔ کیونکہ اس کے معنے ایک تو یہ ہین کہ ہماری رعایت کرو۔ ہم نہین سمجھے دوبارہ سمجھا دو۔

دوم راعن کا لفظ عبرو مین گالی ہے۔ احمق۔ رعونت والے کو کہتے ہین۔ اگر ایسی ضرورت پیش آجائے۔ تو بجائے راعنا کے جو ذومعنی لفظ ہے۔ انظرنا بولو۔ جس کے معنے ہین۔ ہم غربار کی طرف بھی آپ نظر رکہین۔

ان منکرون کے لئے جو اس قسم کے الفاظ نبی کریم کے حضور بولتے ہین دکھ دینے

ہیں۔
یہ کافر دو قسم کے ہیں۔ اہل کتاب (یہود۔ نصاریٰ۔ مجوس) دوسرے
سنی سنائی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ غرض یہ دونو گروہ
ہے۔ جو خیر و برکت کا موجب ہو۔ مگر اللہ تعالےٰ
[illegible] ہو کہ عیلے رجل من
[illegible] جسے
اعتراض فضول تھا یہ ملہ واقعات نے ثابت کر دیا۔ کہ واقعی وہی
مبارک وجود [illegible] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) اس رسالت کا مستحق تھا میرا اعتقاد
ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم انسانیت ہیں نہ ایسا کوئی عظیم الشان ہوا اور نہ ہوگا
ایک شخص نے مجھے پوچھا کہ اس کی کیا دلیل ہے۔ میں نے کہا کہ تم کسی اصل مذہب کے
قائل ہو یا نہیں۔ کہا دعا کا قائل ہوں۔ میں نے کہا۔ دیکھو تم مانتے ہو کہ تمام مسلمان نماز
پڑھتے ہیں اور زمین گول ہے۔ پس روئے زمین پر کوئی ایسا وقت نہیں گذرتا۔
جب کوئی مسلمان نماز نہ پڑھ رہا ہو اور نماز میں درود شریف نہ پڑھتا ہو۔ پھر میں نے پوچھا
ہوں۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا پیشوا ہے۔ جس کے مرید ہر وقت اس کے علو مدارج
کے لئے دعا کر رہے ہوں۔ اور پھر الدال علے خیر کفاعلہ کے مطابق
وہ تمام نیکیاں جو یہ لوگ (مسلمان) کرتے ہیں۔ حضور کے نامۂ اعمال میں ہی لکھی
جاتی ہوں گی یا نہیں۔ پھر فضائل نبوی میں دوسری بات مجھے یہ سوجھی۔ ہے کہ دنیا میں
جس قدر مرکز ہدایت کے ہیں وہ دراصل صرف دو ہیں۔ ایک آتشکدہ آذر۔ اور دوم
بیت المقدس۔ ان دونوں کا اثر عرب پر بالکل نہیں پڑا۔ مگر ہمارے سردار نے
عرب والوں کو اپنا دین منوالیا۔ اور پھر ان کے ذریعہ ان دونوں مرکزوں (بیت المقدس
آتشکدہ آذری) پر بھی فتح پائی۔
ما ننسخ من آیۃٍ او ننسہا۔ نسخ کے معنے ہیں نقل کے۔ انا کنا
نستنسخ ما کنتم تعملون۔ اور نسخ کے معنے ہیں مٹا دینے کے۔ جیسے فرمایا۔
اذا تمنّی القی الشیطان فی امنیتہ۔ فینسخ اللّٰہ مایلقی الشیطٰن۔ ثم
یحکم اللّٰہ ایاتہٖ ننسہا۔ نسیان سے۔ اس صورت میں اس کے معنے ہیں
ہم بھلا دیتے ہیں۔ یا نسأ بمعنی تاخیر ہے۔ اس صورت میں اس کے معنے ہیں۔
ہم موخر کر دیتے ہیں۔
سو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم کسی چیز کو بدلاتے یا مٹاتے ہیں یا بالکل
بھلاتے اور کسی دوسرے سے تاخیر میں ڈال دیتے ہیں۔ تو اس میں ہمارے
مصالح ہوتے ہیں۔
اس کی مثال سنیئے! قرآن مجید میں ایک تعلیم ہے۔ یا ایھا المدثر۔ قم فانذر
وربک فکبر اور پھر اخیر میں کھانے پینے کے احکام نازل فرمائے اور ارشاد کیا۔
الیوم اکملت لکم دینکم۔ تو اب پہلی تعلیم کو جو مقدم کیا اور دوسری کو موخر۔ تو خاص
مصالح سے ہے (یعنی پہلے عقیدہ درست ہو جاوے پھر شریعت نازل ہو) دوسری
مثال یہ ہے کہ بعض مذاہب ایسے ہیں جو بالکل نسیاً منسیاً ہو گئے اور بعض ایسے
جن کے اصول کچھ تو موجود ہیں۔ مگر بہت کچھ تبدیل ہو گئے۔

پھر آیت کے معنے علاوہ کلام آلہی کے مطلق نشان بھی ہیں۔ مثلاً
خزاں میں درختوں کے پتے مٹ جاتے ہیں۔ پھر ان جیسے یا ان سے
بہتر پیدا کرتے ہیں
نفس نسخ کے متعلق بحث فضول ہے کیونکہ یہ ممکن ہے۔ اور ہم
دیکھتے ہیں۔ کہ کارخانہ ہستی میں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ ہاں یہ بات کہ قرآن مجید
میں نسخ ہے یا نہیں اس کے متعلق جہاں تک میرا فہم ہے میں یہی کہوں گا
کہ آج تک کوئی ایسی آیت نظر نہیں آئی۔ جو منسوخ اور موجود فی القرآن ہو
حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم یا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زبان سے
بھی کوئی ایسا لفظ مروی نہیں جس سے ایسی آیت کا موجود فی القرآن ہونا پایا جاتا ہو
الم تعلم ان اللّٰہ لہ ملک السمٰوٰت والارض۔ فرمایا کہ اس
نسخ (التغیر) کا سبب ہم نہیں بلکہ تمہارے حالات میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔
اس لئے ہمیں احکام میں تغیر کرنا پڑتا ہے۔
کما سئل موسیٰ من قبل۔ موسیٰ علیہ السلام سے کیا سوالات ہوئے
ایک کا ذکر سورہ نساء پارہ ۶ کے پہلے رکوع میں ہے۔ جہاں فرماتا ہے
فقالوا ارنا اللّٰہ جہرۃً

حتّٰی یاتی اللّٰہ بامرہٖ۔ اس وقت تک کہ اللہ حکومت تمہیں دے
تمہیں چاہیئے کہ درگذر سے کام لو اور نماز سنوار کر پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے
رہو۔ زکوٰۃ ہر ایک دے سکتا ہے۔ یہ بھی زکوٰۃ ہے کہ کوئی اپنے نفس کا تزکیہ
کرے۔ پھر کسی کو نیک بات بتانا یہ بھی زکوٰۃ ہے۔ نیا لباس ملے تو پرانا کسی
غریب کو دینا یہ بھی زکوٰۃ ہے۔ اور ایک وہ زکوٰۃ ہے جو مشہور ہے۔
قالوا لن یدخل الجنۃ۔ آدمی جب اکیلے بیٹھتے ہیں تو دوسروں کی
عیب چینی کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور پھر اپنے تئیں کچھ سمجھنے لگتے ہیں۔
یہاں تک کہ دوسروں کی حقارت سما جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ ہم ہی جنت
میں جائیں گے۔ یہ صرف ہوائی باتیں ہیں۔
ھاتوا برھانکم۔ برہ کے معنے ہیں قطع کے۔ اگر تم سچے ہو تو
کوئی دلیل قاطع یا حجت نیرہ پیش کرو۔ اور برہن کے معنے ظاہر کیا کے ہیں۔

۱۶۔ فروری ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۴)

یہ ایک عیب ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی نسبت رنج پیدا کر لیتا ہے۔ اگر آدمی
حد سے بڑھ جائے۔ تو یہ بھی ایک قسم کا جنون ہے۔ ایسا ہی نصاریٰ اور
یہود میں رنج پیدا ہو گیا۔ کیونکہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو حقارت سے دیکھا اور رنج
کیا تھا اس لئے نصاریٰ ان پر عیب جوئی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو لاشے یقین کرتے ہیں
وھم یتلون الکتاب۔ حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں اور پڑھے ہوؤں کا یہ

حال سے ہے ۔ ایسا ہی آجکل مولوی وہابی یا حنفی اور یا دوسرے متفرق الطریق لوگ دوسروں پر اس قدر فتوے لگاتے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا ۔ پھر وہ سب پڑھے ہوئے ۔ اب جاہلوں کی بات تو سمجھتے نہیں اب ان کو سمجھانے کون ۔

فالله یحکم بینھم ۔ یہ لوگ جو مسجدوں سے منع کرتے ہیں آخر ذلیل ہونگے کامیابی کا منہ نہ دیکھیں گے ۔

خائفین ۔ خدا کا خوف دل میں رکھکر ادب و تعظیم و عاجزی سے آتے اور کبھی کسی نقار وال میں نہ ہوتا ۔

فاینما تولوا فثم وجه الله ۔ جدہر تم توجہ کروگے ادہر ہی خدا کی ہی توجہ ہوگی کیونکہ مشرق و مغرب اسی کا ہے ۔

قالوا اتخذ الله ولدا ۔ اتخاذ ولد کی تردید فرماتا ہے ۔ ایک یہ فرما کر سبحانہ ۔ دوم لہ ما فی السموات والارض ۔ سوم ۔ کل لہ قانتون ۔ چہارم بدیع السموات والارض ۔ ششم ۔ اذا قضی امرا

قضی ۔ کے معنے ایک تو آخر ۔ دوم خلق ۔ سوم اخبر ۔ یہ تھا فارغ ہوا ۔ اس کی مثال فلما قضی دلو الی قومھم منذرین ۔

لولا یکلمنا الله ۔ یعنے اللہ ہمین کیون الہام نہیں کرتا ۔ اس کی مثال یہ ہے ۔ جیسے کوئی جاہل جب کہے کہ بادشاہ ان پیادون کی معرفت احکام بھیجتا ہے ۔ خود کیوں نہ ہم سے مخاطبہ نہیں کرتا ۔

۱۷ فروری سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۱۵)

الحمد شریف میں تین قوموں کا ذکر ہے ۔ ایک انعمت علیہم کا ایک مغضوب علیہم کا اور ایک ضالین کا ۔ قرآن کریم نے یہانتک ان تینوں گروہوں کا رنگ برنگ میں ذکر کیا ہے ۔

رکوع اول میں بتایا کہ انعمت علیہم کا دوسرا نام متقین ہے ان کو انعام ملتا ہے اولئک ھم المفلحون ۔ پھر مغضوب علیہم کا ذکر فرمایا ہے اور ان کا وعید بیان کیا ولہم عذاب عظیم ۔ پھر ضالین کا ذکر کیا ۔ اولئک الذین اشتروا الضلالة ان کی سزا ہے ۔ فما ربحت تجارتھم رکوع سوم میں فرمایا ہے ۔ کہ قرآن کریم پر عمل کرنے سے منعم علیہم بن جاؤ گے اور اس کے خلاف کرنے کی سزا دوزخ کی آگ ہے ۔ وقودھا الناس والحجارة ۔ پھر ضالین کا ذکر فرمایا ۔ کہ ما یضل به الا الفاسقین ۔

رکوع چہارم میں ایک منعم علیہ (آدم) ایک مغضوب و ضال شیطان کا قصہ بیان کیا ۔ پھر رکوع ۵ میں بنی اسرائیل کا ذکر شروع کیا اور انعمت علیہم سے ظاہر کر دیا کہ وہ ایک منعم علیہ قوم تھی ۔ پھر قسم قسم کے انعامون کا جو ان پر ہوئے مذکور ہے اور ساتھ ہی ان اسباب کا ذکر فرماتا ہے ۔ جن سے یہی منعم علیہ قوم مغضوب علیہ بنی از انجملہ گائے کی پرستش ، موسیٰ کی فرمانبرداری چھوڑ کر زمیندارہ پسند کرنا ۔ چھوٹے چھوٹے گناہوں کی پروا نہ کرنا ۔ یہان تک کہ کفر و قتل انبیاء تک نوبت پہونچگئی ۔

پھر سلیمان کے زمانہ میں امن و آسودگی میں بجائے شکر الٰہی کے بجا و [illegible] خفیہ کیٹیوں کی طرف مائل ہونا ۔ مسیح کا انکار ۔ پھر اس رسوا اس رکوع ۱۵ میں یہ قصہ ختم ہوتا ہے ۔

فرماتا ہے کہ او بہا [illegible] کی اولاد
بزرگیاں [illegible] ن کو قائم [illegible]
جب کہ کوئی جو کسی کے کام نہ آسکے گا ۔ چنانچہ نبی صلعم

انہوں نے خیرخواہ سمجھا پر اس نے بھی ان کے خلاف [illegible] دی ۔ رہی نصیر کا تعلق عبداللہ بن ابی نے تھا اس نے کہا بھی ۔ ولئن قوتلتم لننصرنکم مگر نہ نفع پہنچا نہ کوئی سفارش کر سکا اور نہ ہی نصرت دے سکا ۔ یہ

ولا ھم ینصرون ۔ کیسی عظیم الشان پیشگوئی ہے ۔ تیرہ سو برس گذر چکے ۔ مگر لاینصرون کا فتوے ایسا اٹل فتوی ہے ۔ کہ اب تک کوئی قوم بنی اسرائیل کی ناصر دنیا میں نہیں ۔ چپہ بھر کہیں ان کی سلطنت نہیں ہے ۔ جس ملک میں جاتے ہیں ایسے اسباب مہیا ہو جاتے ہیں کہ ذلیل ہو کر نکلنا پڑتا ہے ۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ سودخوار قوم ہے ۔ جب لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کے پنجہ سے چھٹکارہ نہیں ہو سکتا تو اپنے بادشاہوں کے پاس چغلیاں کہاتے ہیں اور پھر انہیں حکم ہوتا ہے نکل جاؤ ۔ میں مخالفان اسلام کو چیلنج دیا کرتا ہوں کہ ایسی پیشگوئی کسی قوم کی نسبت کر دکھاؤ ۔ راستبازوں سے مقابلہ کرنا بڑا خطرناک ہے ۔

اذ ابتلی ابراھیم ربه ۔ اب بنی اسرائیل کے بعد ایک اور سلسلہ کی طرف متوجہ ہوا ہے ۔ وہ بھی انعمت علیہم تھے ۔ منعم ہونے کے بعد ان میں سے بھی مغضوب و ضال ہو گئے ۔

ابتلی ۔ عربی زبان میں کہتے ہیں کسی چیز کے ظاہر کر دینے کو ۔ قرآن شریف میں یہ محاورہ ہے ۔ یوم تبلی السرائر فما له من قوة ولا ناصر ۔ ابلاه اظھر رداءته وجودته ۔ فلان چیز کے ردی یا جید ہونے کو ظاہر کیا پس اللہ نے ابراہیم کو کچھ احکام دئے (کلمات کے یہی معنے ہیں) جو انہوں نے پورے کئے تو ان کا جید ہونا ظاہر ہو گیا ۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے جعلنا منھم ائمة یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون ۔ یعنے ہم امام اس وقت بناتے ہیں جب انسان احکام الٰہی پر ثابت قدم ہو جاوے اور ہماری آیات پر پورا یقین رکھے خیر جب ابراہیم کے جید ہونے کو ظاہر کر دیا ۔ تو ارشاد ہوا ۔

انی جاعلك للناس اماما ۔ میں تمہیں نمونہ اور مقتدا بنانے والا ہوں ۔ آپنے اپنی اولاد کے بارے میں دریافت کیا تو ارشاد ہوا کہ مشرک اس عہد کے لائق نہیں اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی قوم میں ایسے لوگ بھی ہونے والے تھے ۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالے)